

دَوْرِ جَدِيدٍ کے ایک عظیم سُعُودی سکارکی بہترین تحریر

بِنِیٰ کِیم صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
صَحَابَہِ کَرَامَہِ آئمہِ مجتہدین
مُحَدِّثینَ اور علماءِ امت
کے نظر میں

لَذِرَادَح

مترجم
حافظ
محمد اکرم مجددی
نظر ثانی
حضرت علام حافظ
محمد اشرف مجددی

مصنف
فضیلۃ الشیخ حضرت
العلامة محمد علی الصابوونی
استاذ ام القری
یونیورسٹی بلکہ مکتبہ سعودی عرب

ناشر
اسلامی کتب خانہ اقبال روڈیا کوٹ

دُورِ جدید کے ایک عظیم سعودی سکالر کی بہترین تحریر

نبی کریم اللہ علیہ السلام
صحابہ کرام آئہ مجتہدین
محمد شین اور علماء است
جسے نظریہ

لاریوں

منجم
حافظ
محمد اکرم مجددی
نظرشافی
حضرت علام حافظ
محمد اشرف مجددی

مصنف
فضیلۃ الشیخ حضرت
العلماء محمد علی الصابوونی
استاذ ام القری
یونیورسٹی مکتبہ سعودی عرب

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیاکوٹ

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	الحمد لله النبوی الصبح في صلاة التراویح
نام مصنف	فضیلہ الشیخ حضرت العلام محمد علی الصابوونی
	اسٹاڈم القری یونیورسٹی، مکہ مکرمہ
مترجم	حافظ محمد اکرم مجددی خادم
	دارالعلوم مجددیہ، مجدد آباد، سیالکوٹ
نظر ثانی	حافظ محمد اشرف مجددی نہتم
	مذیتہ العلم جامعہ مجددیہ محلہ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ
کپوزنگ	شیر و انی کمپیوٹر اینڈ پرنٹرز، مجاہد روڈ سیالکوٹ
طابع	گنج شکر پرنٹر
ناشر	اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ
قیمت	

فہرست

5	○ اتساب
6	○ تقدیم
10	○ قرآنی ہدایات
10	○ ارشاد نبوی
13	○ آغاز کتاب
14	○ بحث کا ابتدائی
19	○ نماز تراویح
19	○ نماز تراویح کا حکم اور اسکی فضیلت
20✓	○ سب سے پہلے نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی
23	○ نماز تراویح کی وجہ تسلیم
24✓	○ نماز تراویح کی رکھات کی تعداد
24	○ ائمہ مجتہدین کے دلائل
28	○ امام ترمذی کا کلام
28	○ ائمہ اربعہ کے بارے ابن رشد کا قول
29	○ امام نووی کا قول
29	○ امام مالک کا قول
30	○ امام ابن تیمیہ کا موقف
30	○ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب کا موقف
31	○ ہمارے مقتدا۔۔۔ حرمین شریفین
31	○ مسجد حرام
31	○ مسجد نبوی شریف

4	
	○ بیس تراویح کو بدعت کہنے والے جاہل ہیں
31	○ سلفی دعوت
32	○ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ
35	○ آٹھ تراویح پڑھنے والے سلفیوں کا حدیث عائشہ سے استدلال اور اس کا جواب ۴۵
48	○ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول
49	○ نوجوانوں کو میری نصیحت
57	○ بحث کا خاتمہ
58	حوالے
60	مأخذ و مراجع

بسم الله الرحمن الرحيم

اتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے والد ماجد حافظ محمد حسین لقبشندی مرحوم کے ساتھ شوب کرتا ہوں، جنکی تربیت، توجہ اور دعاوں سے بندہ کچھ علم دین حاصل کر سکا اور وعظ و تقریر اور تدریس کے ساتھ ساتھ بذریعہ تحریر مسلک حق اہل سنت و جماعت کی اشاعت و ترویج میں حصہ لینے کے قابل ہوا۔

والد مرحوم کے ساتھ اتساب کرنے کے ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اگر بندہ کا یہ عمل بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جائے تو اس کا ثواب مرحوم و مغفور کو پہنچتا رہے۔

محمد اکرم مجددی
٢٣ شعبان المظہم
بروز جمعۃ المبارک

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الله تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے انبیا۔ علیہم السلام معبوث فرمائے اور سب سے آخر میں آقاۓ نامدار مدفیٰ تاجدار جبیب کردگار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بھیجا، چونکہ نبوت کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بند ہو گیا تو بعد میں دین کی تبلیغ کا کام آپکی امت کے علمائے ربانیں کے سپرد ہو گیا اور یہی لوگ انبیاء کرام کے وارث بھی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کام کیا اور یہ مقام پایا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتذیتم امتدیتم ترجمہ: میرے صحابہ (آسمان کے) ستاروں کی ماتنہ ہیں تم ان میں سے جس کسی کی اقتداء اور پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے، پھر ان حضرات صحابہ میں سے خلفائے راشدین کو یہ مقام ملا کہ آقاۓ دو جہاں نے ارشاد فرمایا علیکم بستنی و سنتہ الخلفاء الراسدین الحدبیین تم پر میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے، یعنی میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو اپنانا اور اس پر عمل کرنا امت محمدیہ کیلئے بہت ضروری ہے اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

بعض کام ایسے ہیں جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہ کیا یا ہمیشہ نہیں کیا صرف چند دن کیا اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے یا ان میں سے کسی ایک نے اس کام کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا اور پورے انتظام و انصرام کے ساتھ اسکو جاری رکھا، جس طریقہ کے ساتھ انہوں نے کوئی کام کیا اسی کے مطابق آج تک جاری ہے۔

واضح رہے کہ وہی گروہ حق پر ہو گا جو خلفاء راشدین کے عمل کو مستغل طور پر اپنائے والا ہو گا، مثلاً قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں لکھوانا، نماز تراویح کو دیکھ لجئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو باجماعت صرف تین رات تک ادا فرمایا اور جب صحابہ کرام کا شوق اور ہجوم دیکھا تو پھر نماز تراویح پڑھانا چھوڑ دیا کہ کہیں میری امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسکو باقاعدہ طور پر قائم کیا اور علیحدہ علیحدہ نماز تراویح ادا کرنے والوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا اور آپ ہمیشہ صحابہ کرام کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے رہے اور آج تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً پچانوے فی صد امت بیس رکعت نماز تراویح ادا کر رہی ہے، اگرچہ بعض لوگ آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھتے ہیں جو کہ صحابہ کرام کے عمل کے خلاف ہے اور جمہور امت کی مخالفت ہے۔

جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نماز تراویح کا انتظام اور اہتمام کیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعت نماز تراویح کی جماعت کرواتے رہے تو اس دوران کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ مذکورہ تعداد کا انکار کیا۔

ہمارے بر صغیر پاک و ہند میں یہ وبا ہے کہ معمولی معمولی مسائل پر اختلاف، جھگڑا اور مناظرے ہو رہے ہیں اور قوم کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جا رہا ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں انگریز جو مسلمانوں کا دشمن ہے وہ کچھ در حکومت کر کے انکو لڑنے جھگڑنے اور گروہ گروہ بننے کا سبق دے گیا ہے، حالانکہ عرب ممالک میں بھی اختلاف موجود ہے، اور چاروں اماموں کے مقلدین اور غیر مقلدین (سلفی) موجود ہیں لیکن وہاں یہ لڑائی نہیں ہے، ہر کوئی اپنے مسلک کے مطابق کام کر رہا ہے، اور دوسرے کو تنقید کے تیر نہیں مارتا، ایران کو دیکھ لو وہاں شیعہ سنی اکٹھے رہتے ہیں ہمارے ملک کی طرح وہاں آپس میں جنگ نہیں ہے۔

بر صغیر پاک و ہند میں نماز تراویح کی تعداد، امام کے یتھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور نہ پڑھنا، آئین آہستہ یا بلند کہنا، رفع یہین کرنا اور نہ کرنا، ان تمام کاموں اور ایسے

ہی دیگر کئی معاملات میں سخت جھگڑا ہے، لیکن عرب ممالک میں ان مسائل پر کوئی جھگڑا نہیں ہے، حرمین شریفین کو دیکھ لیجئے، وہاں چاروں ائمہ کرام کے مقلدین لپنے لپنے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں لیکن کوئی دوسرا اسے یہ نہیں کہتا کہ تو نے غلط طریقہ سے نماز پڑھی ہے، تیری نماز نہیں ہوتی۔

زیر نظر کتاب "الحمد لله النبوی السعیح فی صلۃ التراویح" کے مصنف فضیلہ ایش حضرت العلام مولانا محمد علی الصابوونی ام القری یونیورسٹی مکہ المکہ نے اپنی اس کتاب میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ یہ وقت سنت اور بدعت کے جھگڑے کا نہیں ہے، بلکہ اس وقت قوم کو اکٹھا کرنے اور مستق و متدرکھنے کی ضرورت ہے، اولیٰ اور غیر اولیٰ کی بحثوں میں پڑنے کی بجائے ملد و بے دین کیمونٹوں سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ مسلمان آپس میں معمولی معمولی مسائل پر لڑ لڑ کر اپنی طاقت کمزور کرتے رہیں، اور فرقہ بندی اور گروہ بندی میں پڑ کر نکڑے نکڑے ہو جائیں۔

یہ بہت نازک وقت ہے، وقت کی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے اختلافات کو چھوڑ کر بے دینوں اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیجئے۔

اس حقیر نے اس کتاب کو نوجوان نسل کیلئے بہت بہتر اور مفید پایا تو لپنے کرم فرم حاجی محمد صدیق صاحب موضع بحداں صلح سیالکوٹ کے ایماء پر اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا، اگرچہ بندہ کو اپنی کم علمی اور بے بفاعتی کے پیش نظر یہ کام مشکل نظر آیا، کہ من آنم کہ من دا نم

حاجی صاحب کے اصرار پر یہ کام شروع کر دیا یہ کتاب بھی حاجی صاحب موصوف مکہ المکہ سے لیکر آئے اور بندہ کو عطا کی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ پایا تکمیل تک ہنچا۔

بندہ نے ترجمہ کیا اور لپنے برادر بزرگوار اور اساذہ محترم حضرت علامہ حافظ محمد اشرف صاحب مجددی صاحب کو نظر ثانی کیلئے گزارش کی تو آپ نے اہتمانی سخروفیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت صرف کر کے ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب چھپوانے میں تعاون فرمایا، بندہ اگر برادر بزرگوار کا

شکریہ نہ ادا کرے تو بہت غیر مناسب ہو گا۔ قارئین کرام کو ترجمہ میں جہاں کہیں
کوئی خوبی نظر آئے تو حضرت العلام قبلہ حافظ محمد اشرف مجددی صاحب کی راہنمائی
تصور کریں، اور جہاں خامی نظر آئے تو راقم السطور کی کم مائیگی اور بے بغاومتی پر
محمول کریں اور بندہ کو مطلع ضرور فرمائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کر سکے۔
محترمی شہباز اللہ خان شیر دانی کمیوثر کپوزر پروپرائیٹر شیر دانی کمیوثر زائینڈ پرنٹر ز مجاہد
روڈ اشرف پلازہ، سیالکوٹ اور جتاب قاری نذیر احمد نقشبندی موہڑوی صاحب
پروپرائیٹر دانش آرٹس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے کپوزنگ اور
دوسرے معاملات میں تعاون فرمایا اور کتاب کو جلد از جلد لانے میں بندہ کی مدد کی۔
آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم قارئین کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا
فرمائیں۔ آمين

مولانا کریم اپنی بارکاہ میں قبول فرما کر بندہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے

حافظ محمد اکرم مجددی
خادم دارالعلوم مجددیہ مجدد آباد
طبع سیالکوٹ

نوٹ: ماشیہ کے نمبر کتاب میں دیدیے ہیں جو اشیٰ آخر میں دیکھے گیں

بسم الله الرحمن الرحيم

قرآنی ہدایات

الله تعالى اپنی معجزہ کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتُبٌ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتُبٌ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَقَوَّنُ إِيمَانًا مَعْدُودًا (آل بقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے جسے فرض کئے گئے تھے ان
لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ کہیں تم پر سیزگار بن جاؤ، یہ کتنی کے چند روز ہیں
۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی اشاری ہوئی محکم کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الشُّرْقَةُ الْمُدِي لِلنَّاسِ وَبَيْنَتِ الْحَدِي
وَالْفَرْقَانِ، فَمَنْ شَهَدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلِيَصُمِّمْ (آل بقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: ماہ رمضان المبارک جس میں اشارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ حق
دکھاتا ہے اور اس میں روشن ولیلیں ہیں حدایات کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے
کی، سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینے کو دہ یہ مہینہ روزے رکھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام
کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ الظَّلَلِ مَا يَحْجِمُونَ وَبِالآسِحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
(الذاریات آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں)
کی بخشش طلب کرتے تھے۔

ارشادات نبوی

رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتَسَابًا غُفرَلَهُ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَنْبٍ (رواہ البخاری
و مسلم)

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخش دئے گئے۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام نازل ہو۔

ان اللہ فرض علیکم صیام رمضان و سنت لكم قیامہ، فمن صامه وقامه ایماناً و احساناً غفرله ماتقدم من ذنبه (رواۃ اصحاب السنن)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام مسنون کر دیا، پس جس کسی نے اس (رمضان) کا روزہ رکھا اور ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اسکا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

(ایماناً) اللہ کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اور اللہ کریم کے پاکیزہ فریضہ کا اعتقاد رکھتے ہوئے۔

(احساناً) اللہ کی بارگاہ سے اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے۔ نہ کہ دنیاوی غرض کی وجہ سے۔

سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
اتاکم رمضان شعر برکۃ، ینشاکم اللہ فیہ لہ فیحظر فیہ الخطایا،
ویستجیب فیہ الدعاء ینظر اللہ تعالیٰ الی تنافسكم فیہ، ویبا می بکم
الملائکة فاروا اللہ من انفسکم خیرا، فان الشقى من حرم فیہ رحمة
الله عزوجل (رواۃ النسائی)

ترجمہ: تم پر رمضان آیا جو بڑی برکت والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں، اور اس میں خطاؤں کو معاف فرمادیتے ہیں، اور اس میں دعا قبول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے تنافس یعنی نیک کام میں آگے بڑھنے کو دیکھتے ہیں اور تمہارے بارے طائفہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے نیکی دکھاؤ، بد نصیب وہ شخص ہے جو اس مہینے میں بھی اللہ بزرگ و برتر کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

(تنافسكم) نیک کام اور اطاعت و فرمانبرداری میں تمہارا آگے بڑھنا۔

دعا

اے اللہ ہمیں اخلاص نیت، بات میں سچائی، برائی سے دوری عطا فرما، اور ہمیں
نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ فرما، ہمیں فتنوں کی گمراہیوں سے بچا۔
اے رب العالمین! ہمارا خاتمہ ہبھتی اور سعادت کے ساتھ فرما۔

دعاۓ ماثورہ

اللهم انى اعوذ بك من منكرات الا خلاق والا اعمال والا مواد
اے اللہ! میں اخلاق، اعمال اور نفسانی خواہشات کی برائی سے تیری پناہ میں آتا
ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَنَصْلِي عَلَى صَفْوَةِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَالْتَّابِعِينَ لِهِمْ بِالْحَسَانِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قیام رمضان یعنی نماز تراویح کے بارے میں یہ ایک
چھوٹا سا بہت فائدہ مندرجہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ، صحابی اور حق کو اپنی حقیقت
کی طرف پھیر دے گا، یعنی حق کو واضح کر دے گا، اور جلت اور دلیل کے ساتھ ان
لوگوں کے فاسد خیالات اور شبہات کو دور کر دیگا جو خیال کرتے ہیں کہ قیام
رمضان بیس رکعت نماز (تراویح) دین میں بدعت پیدا کی گئی ہے، اور وہ گیارہ
رکعتوں پر اتفاق کر کے سنت مطہرہ کو زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے نہ
جانا کہ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے حق سے ہٹ رہے ہیں اور سنت کی مخالفت کر
رہے ہیں اور اس امت کے سلف صالحین اور اخلاف (متاخرین علماء) پر جہالت اور
گمراہی کا عیب لگا رہے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سکوت اور خاموشی
کو برابری کی طرف اور انکے اجماع کو ایسی بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں جو سنت
مطہرہ کے مخالف ہے، حالانکہ اس کا حکم عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکرزاں اور نیک صحابہ کرام نے اس کو جاری
رکھا ہے۔ (یہ لوگ) اس عمل کی سماحتہ (لوگوں) کی سوچوں میں گڑ بڑ پیدا کر رہے
ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈال رہے ہیں انکے اجتماع کو جدا جدا کرنے کے
باوجود وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کوئی بذاتی کام کر رہے ہیں۔
میں نے اس رسالہ کو مندرجہ ذیل طریقہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔

۱. بحث کا ابتدائیہ

۲. نماز تراویح کا حکم اور اسکی فضیلت

۳. سب سے پہلے جس نے نماز تراویح ادا کی وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں

- ۳۔ اس نماز کا نام نماز تراویح کیوں رکھا گیا
- ۵۔ تراویح کی رکعت کی تعداد اور اس میں علماء کے اقوال
- ۶۔ اس کا ثبوت کہ بیس رکعت تراویح ادا کرنا سنت ہے
- ۷۔ حرمین شریفین ہمارے مرکز اور مقصد ہیں
- ۸۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ جوان شکوک و شبہات کا رد کرتا ہے
- ۹۔ فاروق اعظمؐ کے عمل کو مضبوطی سے تھامنا نست رسولؐ کو مضبوطی سے تھامنا ہے
- ۱۰۔ نوجوانوں کو میری نصیحت اور بحث کا خاتمه
- میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں فتنوں کی گمراہیوں سے بچائے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھے، اور ہمیں خلوص نیت عطا فرمائے۔ ہمیں شہرت اور خودنمائی کی محبت سے دور رکھے، بیشک وہ سننے والا اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

بحث کا ابتدائیہ

مسلمانوں پر کئی صدیاں اور طویل زمانہ گذر گیا اور وہ خیریت کیسا تھے بھائی بھائی رہے، ایک دوسرے سے محبت کرتے اور آپس میں تعاون کرتے رہے۔ رمضان میں نماز تراویح پڑھتے رہے اور ان میں الفت، محبت اور اتفاق ہی رہا، اسلام نے انکو اپنی آسان تعلیمات اور بنیادی ہدایات میں جمع رکھا، کسی چیز نے ان کی صفائی اور نظافت کو مکدر نہ کیا، یا انکی جماعت میں اختلاف نہ ڈالا، رمضان ہو یا غیر رمضان، کیونکہ قرآن اور رحمان کی اطاعت و فرمانبرداری ہی میں مصروف رہے۔ پھر یہ فکری جمود اور علمی ترقی میں رکاوٹ کا دور آگیا کہ مسلمانوں نے کسی ایسی چیز کو نہ پایا، جس سے با مقصد اور اہم کام کی طرف اپنے آپ کو لے جائیں سوائے فروعی سائل میں مشغول ہونے اور بنیادی اصولوں کو ترک کرنے کے حالانکہ انکی زیادہ توجہ ایسے امور کی طرف ہونی چاہیے تھی جو زیادہ اہم اور ضروری

تھے، اور ان میں فروعات (چھوٹے مسائل) کی وجہ سے اختلاف چل نکلا جو مسلمانوں کے بیچے رہ جانے کا ایک سبب بن گیا اور انسانی تہذیب و ترقی کی راہ پر گامز ن ہونے کی بجائے مسلمانوں کو بیچے دھکیل دیا، حالانکہ یہ لوگ تہذیب و تمدن میں قائد اور رہنمای تھے۔

تعجب یہ ہے کہ جو اس بوجھ کو یعنی اسلام کے درست طریقہ سے انحراف کا بار اٹھا رہے ہیں وہ عام لوگ نہیں بلکہ خاص لوگ ہیں جو امت کی سرداری کی باغ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور جنکو صاحب علم تصور کیا جاتا ہے، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کی سنت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ بڑے حق ہیں اور علم کے اس بلند درجے پر فائز ہیں کہ جس پر عصر حاضر کے اکثر علماء نہیں چھپتے، بلکہ کبھی کبھی بعض علماء کے مقابلہ میں غور کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ ان کے بارے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ائمۃ مجتہدین کے درجے پر چھپتے ہیں پھر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ کرنے کیلئے سلف صالحین اور جمہور علماء کے مذهب و مسلک کے خلاف عجیب عجیب آراء اور تعجب خیز مسائل پیش کرتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

یا علما العصر یا ملح البلد
ما يصلح الملح اذا الملح فسد

ترجمہ: اے زمانے کے علماء۔ اے ملک کے صاحب علم حضرات! جب علماء ہی بگڑ جائیں تو ان کی اصلاح کون کریگا۔

وہ دین جو دلوں کو جوڑتا ہے، صفوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے، اور اخوت اسلامیہ کے ستونوں کو مضبوط بناتا ہے آج کل وہی دین جہالت، نفسانی خواہشات کے غلبے، جھگڑے، مقلابلے، فرقہ بندی اور نزاع کا سبب بنا ہوا ہے، اور اس اخوت ایمانی کے عہد کو پارہ پارہ کرنے کی دعوت رہتا ہے، جس اخوت ایمانی سے اللہ تعالیٰ نے لپنے دین کے اتحاد کو قائم رکھا ہے۔ (ارشادربانی ہے کہ)

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم

ترجمہ: بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں، پس صلح کراؤ و لپنے دو بھائیوں کے

در میان

وائے ناکامی! شہرت پسند شیوخ کی تقلید کرتے ہوئے اور اندھے تعصیب کے مختلف خیالات کی وجہ سے مسلمان دور حاضر کے لئے افسوسناک، غناک اور دردناک حالات میں بستا ہو گئے ہیں، وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس مصیبت زدہ دور میں اجتہاد کے اہل ہیں، مسلمانوں کے درمیان عداوت اور فرقہ بندی کی آگ بھڑکاتے ہیں اور معمولی معمولی معاملات میں فتنوں کو اٹھاتے ہیں، جیسے تسبیح پر شمار کرنا، مناز میں دونوں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا، مناز تراویح، عالم کے ہاتھ کو بوسرہ دینا، آنے والے مہماں کیلئے کھڑا ہونا، جماعت بن کر اللہ کا ذکر کرنا، اور قاری کا تکاوت کرنے کے بعد "صدق اللہ العظیم" کہنا، اسی طرح کے اور کام بھی ہیں، جن میں جھگڑے اور مناظرے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام ایسے امور میں وسعت اور آسانی رکھتا ہے، لہذا حرام و حلال کے احکام کو چھوڑ کر افضل اور غیر افضل کے دائرے میں اپنی دوڑ کو محدود نہ کر دو ان جزئی اور فروعی مسائل کو ان لوگوں نے ان بڑے بڑے اصولی مسائل کی جگہ رکھ دیا ہے جنکا اہتمام کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے، مثلاً عقیدہ کے مسائل، کلمہ اسلام کی بنیاد پر وحدت قائم رکھنا، تباہ کن تحریکوں، دعوت دین کے نام پر دین کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں، الحاد و بے دینی کے تیر بر سانے والی انجمنوں کے مقابلہ کیلئے صفت بتہ رہنا، اور اس اخلاقی بگاڑ کی اصلاح کرنا جو نوجوان مردوں اور عورتوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

گویا مسلمان آج اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ کون ہے جو انکو پارہ پارہ کرے اور انکے اجتماع کو بکھر دے، جبکہ استعماری دشمن نے انکو ہٹلے ہی جدا جدا کر رکھا ہے، اور انکو چھوٹے چھوٹے گروہ اور ٹوٹے بنادیا ہے، (ارشادر بانی) کل حزب بمالدیهم فرحوں

ترجمہ: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے۔

اور اس سے بڑھ کر شکست کھانے اور مغلوب ہونیکی بات یہ ہے کہ قطع تعلقی آپس میں دشمنی، جھگڑا اور اخلاف جس میں مسلمان آج بستا ہیں اسکو دینی غیرت کا نام دیکر احیائے سنت کے نام سے کبھی سلف صالحین کے نام سے اور کبھی کسی اور طریقہ سے پیش کرتے ہیں حالانکہ اسلاف اس سے بڑی اور آزاد تھے

اور یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ بُداخیث قسم کا دھوکا ہے جنکی تدبیریں دشمن لوگ مسلمانوں کیلئے کر رہے ہیں تاکہ بڑے بڑے کاموں سے ہٹا کر انکو چھوٹے چھوٹے کاموں میں مشغول کر دیں اور انکی اپنی رُوائی کو سخت کر کے انکے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں، اور انکی جماعت کو فرقہ فرقہ بنادیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات بینیات کر دیں،

میں مسلمانوں کو اس سے ڈرایا ہے، پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا وادکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ

کنتم اعدام فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا

ترجمہ: اور مخبرو طی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جداسہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جبکہ تم تھے (آپس میں) دشمن، پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اسکے احسان کے بد لے بھائی بھائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بہت عظمت والا ہے
ولا تکونوا کا الذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءه ہم البینت واولنک
لهم عذاب عظیم ا

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اخلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آجکیں تحسیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب ہے بہت بڑا

اگر یہ سلفی بننے والے مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑ دیں تو انکا کیا نقصان ہے کہ وہ آنھ رکعت یا بیس رکعت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہاتھ سے شمار کریں یا تسبیح سے اور اللہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ کریں یا جماعت سے کریں، اگر ان کا مقصد دین کی خدمت ہے تو اپنی کوششیں ملحدوں، بے دینوں اور کیمونشوں کے مقابلہ کیلئے وقف کر دیں، بجائے اس کے کہ وہ اپنا مقصد عبادت گزار نمازیوں کا مقابلہ کرنا بنا لیں، انکو معطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد کرنا چاہیئے جو ہادی اور اسین ہیں

ان مذا الدین یسر ولن یشاد الدین احمد الا غلبہ

ترجمہ: بے شک یہ دین آسان ہے اور مقابلہ کر کے دین پر کوئی غالب نہیں آسکے گا

مگر دین ہی اس پر غالب آئے گا

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ
بُشِّرُوا وَ لَا تُنْفِرُوا، وَ يُسَرُّوا وَ لَا تُعْسِرُوا
خوشخبری سناؤ (دین سے) نفرت نہ دلاو اور (دین کو) آسان کرو مشکل نہ بناؤ
اے اللہ! ہمارے دلوں میں ہدایت القا کر دے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی
استیاء سے محظوظ فرم، اور ہمیں ختنوں کی گمراہیوں سے بچا، اے تمام جہانوں کے
پلنے والے (آئین)

ہم چلتے ہیں کہ اب اپنا مقصد یعنی نماز تزادتؐ کے بارے نبوت کی ہدایت کا بیان
شروع کریں، پس ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق مانگتے ہیں۔

نماز تراویح

نماز تراویح کا حکم اور اس کی فضیلت
 نماز تراویح ! یہ وہ نماز ہے جو رمضان المظہم کے مہینے کی راتوں میں نماز عشاء کے بعد اور وتروں سے چھٹے ادا کی جاتی ہے۔

یہ نماز مردوں اور عورتوں کیلئے سنت ہے، اس سنت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگاتار ادا کیا اور لوگوں کو اس کے ادا کرنے کی رغبت دلائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین (حضرات) نے ان کو ہمیشہ ادا کیا، یہ رمضان المبارک کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مسلمانوں کے دلوں میں اسکی بہت عظمت و شان ہے۔ رب العالمین کے ہاں اسکی بڑی قدر و منزلت اور فضیلت ہے۔

صحیح حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :-

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه
 ترجمہ : جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ احتساب کی نیت سے قیام کیا اسکے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے

حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جس نے رمضان المبارک کی راتیں نماز، ذکر اور تلاوت قرآن کے ساتھ اور ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے اجر و ثواب چلہتے ہوئے گزاریں، اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ صغیرے کبیرے گناہ بخش دے گا، لیکن کبیرے گناہ کیلئے بڑی پکی توبہ کی ضرورت ہے، جیسا کہ بہت سے فقہاء نے اس کی وساحت کی ہے۔ ۲

سب سے پہلے نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی

ابن قدامہ نے اپنی جامع کتاب المغنى میں کہا ہے کہ جس کی عبارت یہ ہے

وہی سنۃ مؤکدۃ و اول من سنہ عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ: یہ (نماز تراویح) سنۃ مؤکدۃ ہے اور اس کو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

(ا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان کے قیام کے متعلق رغبت دلاتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو حکم دیکھ
لازمی قرار دیتے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه (رواہ مسلم)
ترجمہ: جس نے رمضان میں قیام کیا اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت
رکھتے ہوئے تو اسکے گذشتہ گناہ محفوظ کر دیتے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

(ب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مسجد میں نماز ادا فرمائی تو آپکے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی، پھر آستہ
 رات نماز پڑھائی تو لوگ زیادہ ہو گئے، تیسری یا چوتھی رات اور زیادہ لوگ جمع
 ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انکی طرف نہ لٹکے پھر جب صحیح ہوئی تو
 فرمایا:-

قد رأيْتَ الَّذِي صنعتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الخروجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا خَشِيتُ أَنْ
تَفْرَضَ عَلَيْكُمْ

ترجمہ: میں نے دیکھا جو تم نے کیا، پس مجھے تمہاری طرف نکلنے سے صرف اس بات
نے روکا کہ تم پر (یہ نماز) فرض کر دی جائے گی۔

(ج) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا
النَّاسُ فِي رَمَضَانَ يَصْلُوْنَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ! مَا مُؤْلَمٌ، قَيلَ مُؤْ
لَمْ نَامْ لَيْسَ مَعْمَلٌ قُرْآنٌ، وَابْنُ كَعْبٍ يَصْلُوْنَ بِهِمْ، وَهُمْ يَصْلُوْنَ صَلَاتَهُ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اصَابُوا وَنَعَمْ مَا صَنَعُوا (رواہ ابو
داود) ۲۷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ رمضان میں مسجد کی ایک طرف نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنکو قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی بن کعب انکو نماز پڑھا رہے ہیں، اور وہ انکے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے جو کیا بہت اچھا کیا (ابو داؤد شریف)

نماز تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کیا اور وہ انکو نماز پڑھاتے رہے۔

(امام) بخاری نے عبد الرحمن بن عبد القاری سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں رمضان کی رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ گروہ گروہ بن کر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے، ایک آدمی اکیلے نماز پڑھتا ہے، اور ایک آدمی نماز پڑھتا ہے، اور اس کے ساتھ ایک گروہ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں انکو ایک قاری کے ساتھ جمع کر دوں تو بہتر ہو گا، یعنی افضل اور نیکی کے زیادہ قریب ہو گا، پھر آپ نے پختہ ارادہ فرمایا اور ان کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کر دیا۔

عبد الرحمن بن عبد القاری نے کہا پھر میں ایک رات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ساتھ باہر نکلا، جبکہ لوگ مسجد میں اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:-

نعمت البدعة مذہب

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

نیز فرمایا کہ جو سو گئے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل ہیں، اس سے آپکی مراد رات کے آخری حصے میں قیام کرنے والے ہیں جو رات کے پہلے حصے میں سو جاتے تھے، (اور رات کے پچھلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے) اور اکثر لوگ رات کے اول حصے میں قیام کرتے تھے، اسکو امام بخاری نے بیان کیا۔ ۷

ان احادیث مبارک صحیحے سے ہمیں اچھی طرح واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ سب سے بھلے ہمارے آقا رسول خدا نبی آخر زمان تاجدار انبیاء، حضرت محمد صطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین یا چار رات نماز پڑھائی پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام پر شفقت اور رحمت فرماتے ہوئے مسجد میں انکے پاس تشریف نہیں لائے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر تراویح فرض ہو جانے کا خوف کیا، یعنی اگر میں مسلسل پڑھاتا رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے رہے تو امت پر کہیں نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس کو امام بخاری "اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی جوف اللیل وذلک فی رمضان ترجمہ : کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے درمیانی حصے میں باہر تشریف لائے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ بہت سے لوگوں نے نماز پڑھی، لوگ اس بارے ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے تو بھلے سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات باہر تشریف لائے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگ اس بارے (آپس میں) ذکر کرتے رہے، پس تیری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد، مسجد والوں سے عاجز آگئی، یعنی لوگ اس قدر لگئے کہ مسجد میں لوگ نہ سماتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس باہر (نماز پڑھانے کیلئے تشریف نہ لائے، لوگ الصلوة الصلوة (نماز - نماز) کہنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کیطرف تشریف نہ لائے، یہاں تک کہ آپ فجر کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر توحید و رسالت کی گواہی کے بعد ارشاد فرمایا۔

اما بعد فانه لم يخف على شأنكم الليلة ، لكنني خشيت ان تفرض

عَلَيْكُم صَلَاةُ اللَّيلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا

ترجمہ: تمہاری رات کی حالت مجھ پر پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں ڈر گیا تھا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض ہو جائیگی، پس تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آجائے گے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ

فَتَوْفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَالِكَ

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرمائی گئی اور معاملہ اسی طرح رہا۔

نماز تراویح کی وجہ تسمیہ

قیام رمضان کی نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ بہت رکعتوں والی ایک لمبی نماز ہے، نمازی اس میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں پھر اسی طرح نماز پڑھتے رہتے ہیں، پس اس لئے اس کا نام نماز تراویح رکھا گیا ہے۔ ابن منظور نے لسان العرب میں کہا ہے کہ

"تراویح" ترویج کی جمع ہے اور اس کا معنی ایک دفعہ آرام کرنا ہے جیسے سلام سے تسلیمة ایک دفعہ سلام کرنا، اور ترویج رمضان کے مہینے میں آرام کرنا ہے۔ اس کا نام لوگوں کے ہر چار رکعت کے بعد آرام کرنے کی وجہ سے رکھا گیا ہے، پھر ابن منظور نے کہا راحت "آرام" تعب (تحکاوت) کی ضد ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ارجحنا یا بلاں

ترجمہ: اے بلاں ہمیں راحت ہمچلائیے

یعنی نماز کیلئے آذان دیکھئے، ہم اسے ادا کر کے آرام پائیں گے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے راحت و آرام حاصل کرتے تھے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرگوشی کرنا ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وجعلت قرآن عینی فی الصلوٰۃ

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

پس نماز تراویح سب قیام رمضان کی نماز ہے، جس طرح ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا جنکو ہم نے ذکر کیا ہے۔

نماز تراویح کی رکعت کسی تعداد

نماز تراویح نوافل مؤکدہ (سنّت مؤکدہ) میں سے ہے، جس طرح اس پر چھلی گذرنے والی احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور وتر سمیت تسمیں رکعت ہو جاتی ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے ہمارے اس زمانہ تک متقدین سف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے اور امت کا اسی پر اتفاق ہے اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ کو راضی رکھیں۔ اس معاملہ میں ائمۃ اربعہ مجتہدین میں سے کسی فقیہ نے اختلاف نہیں کیا مگر وہ جو امام دارالہجرات امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ

تراویح میں ان کا قول چھتیس رکعت تک ہے، انہیں سے دوسری روایت ہے جس میں وہ اہل مدینہ کے عمل سے دلیل پکڑتے ہیں پھر حضرت نافع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ادرکت النام یقومون رمضان بتسع و تلاشین رکعة یوترون منها بثلاث ^۸ ترجمہ: میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ رمضان میں انتالیں رکعت قیام کرتے ہیں ان میں تین رکعت و تر پڑھتے ہیں۔

لیکن اس بارے میں مشہور روایت جس پر جمہور (شوافع، حابلہ اور احراف) کا اتفاق ہے پس وہ بیس رکعت ہیں، اس پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے اور مکمل اجماع ہے۔ اور لڑائی جنگوں کے شر میں اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے کافی ہے۔

ائمۃ مجتہدین کے دلائل

(۱) احتاج ائمۃ المذاہب علی انها عشرون رکعة بما رواه البیحقی وغیرہ بالا سنادالصریح الصحیح؛ "عن السائب بن یزید" رضی اللہ عنہ۔ الصحابی المشہور۔ انه قال : "كانوا یقومون على عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ . فی شهر رمضان بعشرين رکعة" ^۹

(ب) واحتجوا ايضا بماروا لا مالک في المؤطا البيهقي ايضاعن "يزيد بن رومان" قال "كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب رضي الله عنه . بثلاث وعشرين ركعة " يعني يصلون التراویح عشرين ركعة ويوترون بثلاث ركعات ۱۱

(ج) راحتجوا كذلك بماروى عن الحسن ان عمر رضى الله عنه جمع الناس على "ابى بن كعب" فكان يصلى لهم عشرين ركعة ولا يقنت بهم الا في النصف الثاني ، فاذا كان العشر الاواخر من رمضان تخلف ابى فصلى في بيته ، فكانوا يقولون "ابق ابى" ۱۲

(ا) ائمۃ مذاہب نے (تراویح) کے بیس رکعت ہونے پر اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جو یہقی وغیرہ نے اسناد صریح اور صحیح سے روایت کی ہے۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو مشہور صحابی ہیں، انہوں نے کہا (لوگ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے.

(ب) انہوں نے اس حدیث سے بھی دلیل پکڑی ہے جو امام مالک نے مؤطا میں روایت کی اور یہقی نے بھی یزید بن رومان سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیس رکعت ادا فرماتے تھے، یعنی نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے اور تین رکعت و تراویح کرتے۔

(ج) اس طرح انہوں نے (ائمۃ اربعہ) نے اس روایت کو بھی دلیل بنایا ہے کہ جو (حضرت امام) حسن سے روایت ہے، بیس رکعت پڑھا رہے تھے، اور دعائے قنوت صرف رمضان کے آخری نصف میں پڑھتے۔

پس جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ تراویح نہ پڑھاتے اور وہ لپٹنے گھر میں نماز پڑھتے تو لوگ کہتے تھے ابی بھاگ گئے

اس کے علاوہ ابن قدامہ نے معنی میں بیان کیا ہے کہ اجماع اس پر ہے کہ وہ (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں (اوہ امام) رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کا رد کیا ہے جس میں چھتیس رکعت کا ذکر ہے۔ امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں

ماہ رمضان المبارک کا قیام یعنی نماز تراویح بیس رکعت ہیں اور وہ سنت مؤکدہ ہیں اور سب سے جھلے جس نے اسکو سنت قرار دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علی

وسلم ہیں اور تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا، پس وہ انکو مناز پڑھاتے تھے

پس روایت کی گئی ہے کہ فاروق اعظم رمضان شریف میں ایک رات مسجد کی طرف نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مسجد میں جدا جدا مناز ادا کر رہے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں انکو ایک قاری کے ساتھ جمع کر دوں (تو بہتر ہے) پھر آپ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا پھر ایک اور رات باہر نکلے جبکہ لوگ اپنے امام کے یہچے مناز پڑھ رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نعمت البدعة مذہل ۱۲

ترجمہ: یہ بہت اچھی بدعت ہے۔

پھر ابن قدامہ نے فرمایا! ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذمیک خمار قول تراویح کے بارے میں یہی ہے کہ یہ بیس رکعت ہیں اور یہی امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا چھتیس رکعت ہیں انہوں نے مدینہ والوں کے عمل سے اسکو محلق کیا ہے اور ہمارے لئے دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور امام مالک نے بھی یزید بن رومان سے بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک کے اندر تھیں رکعت قیام کرتے تھے (یعنی تین دنوں اور بیس رکعت مناز تراویح ادا کرتے تھے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے اور یہ عمل اجماع کی طرح ہے، ابن قدامہ نے کہا

اگر ثابت ہو جائے کہ تمام اہل مدینہ نے اس طرح کیا ہے یعنی چھتیس رکعت پڑھی ہیں تو اس کے مطابق ہوتا، جو حضرت عمر نے کیا ہے اور آپکی خلافت میں

جس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا وہ عمل سب سے زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مدینہ والوں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ وہ مکہ سے برابری چاہتے تھے، (یعنی ثواب میں ان کے برابر ہونا) کیونکہ مکہ والے ہر دو ترددیوں کے درمیان سات چکر کا طواف کرتے تو مدینہ والوں نے ہر سات چکروں کی جگہ چار رکعت (نوافل) کر لئے اور جس عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اختیار کیا وہ اتباع کا سب سے زیادہ حقدار اور بہتر ہے۔

مردی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گزرے اور ماہ رمضان میں وہاں قندیلیں (اروشن) دیکھیں تو فرمایا
 نور اللہ علی عمر قبر لا کمانور علینا مساجدنا
 ترجمہ: اللہ عمر کی قبر روشن کرے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام رمضان کے مہینے میں لوگوں کے ساتھ اس قدر قرات کرے جو ان پر آسان ہو اور ان پر بوجھ نہ سنبھالے اور کام اس کے مطابق ہو جو لوگ برداشت کر لیں۔

قاضی علیہ الرحمۃ نے فرمایا! (ماہ رمضان) میں ایک ختم (قرآن) سے کم کرنا مستحب نہیں ہے، لوگوں کو پورا قرآن سننا چاہیے، مقتدیوں کی تکلیف کو ناپسند کرتے ہوئے ایک قرآن سے زیادہ نہ کرے، ابن قدامہ کا کلام ختم ہوا میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب صابونی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب تراویح بیس رکعت ہیں اسی وجہ سے انہیں مجتہدین کا اجماع بیس رکعت (تراویح) کے افضل ہونے پر ہے۔

شیخ دردری کی کتاب "اقرب المسالک علی مذہب امام مالک" جزو اول صفحہ ۵۵۲ میں اس کا واضح بیان ہے۔

"رمضان میں تراویح عشا۔ کے بعد بیس رکعت ہیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، شفع اور وتر کے بغیر ۱۳ نماز تراویح میں ایک قرآن مجید کا ختم کرنا مستحب ہے، اس طریقہ پر کہ ہر رات کو ایک پارہ پڑھے اور اسکو بیس رکعت پر تقسیم کر دے، اور اگر باجماعت تراویح کی نماز سے مساجد خالی نہ ہو جائیں تو اپنے گھر اکیلے نماز تراویح پڑھ لینا بھی جائز ہے۔ اگر اس فعل سے مسجدوں کا خالی چھوڑ دینا لازم آئے یعنی

لوگ زیادہ گھر میں ہی نماز ادا کرنے لگیں اور مساجد میں جانا چھوڑ دیں تو انہوں مساجد میں جماعت کیسا تھا ادا کرنا ہی بہتر ہے۔^{۱۵}

اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعت ہیں۔

امام ابن عبد البر نے فرمایا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح ہے کہ انہوں نے صحابہ کو اختلاف کے بغیر بیس رکعت پڑھائیں۔

مختصر المزنی میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"میں نے لوگوں کو مدینہ میں دیکھا کہ وہ انتالیس رکعت ادا کرتے ہیں اور مجھے بیس رکعت پسند ہیں کیونکہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے اور اسی طرح مکہ (مکرمہ) میں لوگ بیس رکعت ادا کرتے ہیں اور تین رکعت و تر پڑھتے ہیں۔"

امام ترمذی کا کلام

امام ترمذی نے اپنی جامع جو سنن ترمذی کے نام سے مشہور ہے فرمایا ہے کہ اکثر اہل علم اسی پر ہیں جو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکے علاوہ بُنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں اور یہی قول حضرت امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کا ہے اور امام شافعی نے فرمایا میں نے اسی طرح لوگوں کو لپنے شہر مکہ مکرمہ میں پایا کہ وہ بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

اممکہ اربعہ کے بارے ابن رشد کا قول

ابن رشد نے "بدایۃ الجہد" میں کہا ہے کہ امام مالک نے لپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ قیام رمضان و ترویں کے علاوہ بیس رکعت ہیں۔

امانوی کا قول

امام نووی نے الجموع جلد نمبر ۲ صفحہ نے ۵۲۶ میں جو کہا ہے وہ یہ ہے کہ " ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں، اور یہ پانچ ترویجے ہیں اور ترویجہ دو سلام کبیسا تھے چار رکعت ہیں اور یہی ابو حنیفہ انکے اصحاب، ابو یوسف اور امام محمد وغیرہم، امام احمد اور امام داؤد وغیرہ نے کہا ہے اور اسی قول کو قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے

امام مالک کا قول

نماز تراویح نو ترویجے ہیں اور وہ چھتیس رکعت وتر کے علاوہ ہیں۔ ہمارے اصحاب (جمہور رائمه) نے اس روایت کو دلیل بنایا ہے جو یہقی نے صحیح سند کے ساتھ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرين رکعة۔ وکانوا یتوکنون علی عصیهم فی عهد عثمان من شدة القيام

ترجمہ: لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں بیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے، اور دو سو آیات کے ساتھ قیام کرتے تھے اور عہد عثمانی میں قیام کے سخت ہونے کی وجہ سے اپنی لائھیوں پر شیک لگا لیتے تھے۔

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ٹیس رکعت ادا کرتے تھے، اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کیا ہے، اسکو یہقی نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

یہقی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ان دونوں روایتوں کو اس طریقہ پر جمع کیا جائے کہ وہ بیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے اور تین رکعت وتر اور یہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ

قیام رمضان بعشرين رکعہ
ترجمہ: قیام رمضان (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں۔

امام ابن تیمیہ کا موقف

امام ابن تیمیہ نے لپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابی بن کعب رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے، پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہی سنت ہے کیونکہ مہاجرین اور انصار نے قیام (بیس رکعت) کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب کا موقف

مجموعہ فتاویٰ نجدیہ میں ہے کہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے رکعات تراویح کی تعداد کے بارے سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے کہ ان عمر رضی اللہ عنہ لمعاجمع الناس علی ابی بن کعب کانت صلوتہم عشرين رکعة

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تھا تو ان کی نماز (تراویح) بیس رکعت تھی۔

پس یہ بہت زیادہ ارشادات جو ائمۃ علماء مسلمین اور سلف صالحین کے ہیں جن سے یہ عمل ثابت ہوتا ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں۔

گویا کہ نماز تراویح کے بارے وہ موقف جس پر آج مسلمان ہیں وہ یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے یہی حق ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہی وہ موقف ہے جو صحابہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے، ان سب پر اللہ راضی ہو۔

اور ائمۃ مجتہدین (چاروں مذاہب کے اماموں) کا اجماع ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ہر زمانہ اور ہر وقت میں ہدایت کے جھنڈے اور علم کے منارے ہیں۔ اور یہی وہ موقف ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا، یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں

الذی جعل الحق علی لسانه و قلبہ

ترجمہ: جن کے دل اور زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق رکھ دیا ہے۔
جس طرح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے مقتدا۔۔۔۔۔ حرمین شریفین

ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مقتدا۔۔۔۔۔ حرمین شریفین ہیں

مسجد حرام

جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی مساجد کیلئے قبلہ بنایا ہے اللہ رب العزت اس کے بارے فرماتے ہیں۔

ان اول بیث وضع للناس للذی ببکة مبارکا و مهدي للعالمين
ترجمہ: بے شک سب سے پہلاً گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر ہوا وہ ہے جو کہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کا راہنماء۔

مسجد نبوی شریف

(یہ وہ مسجد ہے) جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اللہ بزرگ و برتر نے اپنے ارشاد میں اس مسجد اور اہل مسجد کی تعریف کی ہے۔
لمسجدا سس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فيه، فيه رجال
یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرين

ترجمہ: بیشک وہ مسجد کہ ہلتے ہی دن سے جسکی بنیاد پر میزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اسکیں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب سحراء ہونا چاہتے ہیں اور سحرے اللہ کو پیارے ہیں۔

پس صحابہ کبار کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک کتنے لوگ ہیں جنہوں نے ان دونوں حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے کیا وہ اس میں بیس رکعت نماز (تراویح) نہیں ادا کرتے تھے، حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا قبلہ ہیں۔

بیس تراویح کو بدعت کہنے والے جاہل ہیں

پس کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بڑی چیز اور دینی امور میں سے ایک بدعت پر جمع ہو گئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ ان میں علماء و فقہاء اور محدثین بھی موجود تھے۔

کئی قویں اور کئی صدیاں گزر گئیں اگر یہ (بیس رکعت تراویح) بدعت اور برائی ہیں تو کسی نے بھی اس برائی سے نہ روکا، جس طرح جاہلوں کا خیال ہے۔

سلفی دعوت

یہ وہی دعوت ہے جو سلف صالحین کے طریقے پر مفہومی سے عمل کرنے کی دعوت ہے، نجد اور حجاز کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی، سعودیہ کے علماء ایک بدعت کام پر کیے خاموش ہستے، اور دین میں ایسی برائی کی مخالفت نہ کرتے جبکہ اس کام میں انکے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء بھی شریک ہیں۔

میں نے (مصنف نے) مکہ مکرمہ میں بیس سال گزارے ہیں اور امام کے یچھے ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں بیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے رہے ہیں، پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت و تراویح کرتے ہیں، نجد و حجاز اور عالم اسلام کی چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی نے اسکا انکار نہیں کیا اور نہ ہی اس پر اعتراض کیا ہے، کیا یہ انگلی طرف سے بیس رکعت (تراویح) کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں ہے؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے یہی افضل ہے پھر مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے زمانے میں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں خصوصاً رمضان میں۔

افریقی سماںک، ملک شام، مصر، سعودیہ عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے ہیں، پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح سلفی بننے والے جاہلوں کا گمان ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیے برائی اور گمراہی پر جمع ہو سکتی ہے حالانکہ صادق مصدقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

لاتجتمع امتی علی ضلالۃ

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ

ماکان اللہ لیجتمع امتی علی ضلالۃ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

خطاکار ڈین مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے جمع ہیں۔
مُعْجَبٌ یہ کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر سوار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنی علمی فوقيت، سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور کئے جاتے ہیں، خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں، سلف صالحین کو جاہل بتانے اور حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کے نئے اور پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کہنے پر جمع ہیں۔

جو شخص بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھے اسے گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اتنے آگے پڑھے کہ تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت پڑھتا ہے اور یہ قیاس واضح طور پر باطل ہے، نیز سوئے فہمی اور کند ذہنی پر دلالت کرتا ہے اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ عش رجباتِ تری عجبا

ترجمہ: زیادہ دیر زندہ رہ تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا۔

ہم نے ان حضرات میں سے بعض کا قول پڑھا ہے۔

اس شخص کی مثال جو نماز تراویح بیس رکعت تک زیادہ کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایسی نماز پڑھتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح اسناد سے منقول نماز کے خلاف ہے، پس وہ شخص ایسا ہے جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی چار سنت پڑھتا ہے اور اس کی طرح ہے جو نماز میں دور کوئ اور کئی سجدے کرتا ہے۔

اللہ کی قسم (انگلی) جہالت اور سو۔ فہمی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ واضح ہے، جب یہ حال ہے تو کسی اپنے عالم کیلئے کیسے جائز ہے کہ وہ دین میں معرفت اور تحقیق کا دعویٰ کرے، بلکہ گمان کرتا ہے کہ وہ دینی امور میں اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے اور فرض کو نفل پر قیاس کرتا پھرے اور قیام رمضان (آنٹھ رکعت) میں اضافہ کو فرض نماز میں اضافہ کی طرح جانے۔

کیا یہ انڈے کا بینگن پر قیاس نہیں ہے جس طرح ضرب الامثال میں کہا جاتا ہے، قیام البیض علی الباذنجان

ترجمہ: انڈے کا پینگن پر قیاس کرنا

ایک جاہل آدمی جو دین کو نہیں سمجھتا وہ بھی چاشت کی چار رکعت پڑھنے والے اور مغرب کی نماز پانچ رکعت پڑھنے والے کے درمیان فرق کر لیتا ہے تو کہتا ہے یہ نفل نماز ہے اس میں جتنی رکعت چاہے پڑھ لے، درست ہے، اور یہ (مغرب) فرض نماز ہے اس میں تین رکعت سے زیاد درست نہیں، ایک کند ذہن جاہل اس شخص کے درمیان ضرور فرق کر لے گا، جو عشاء کی نماز چھوڑ دے اور جو نماز تراویح چھوڑ دے، پہلے کے بارے کہے گا کہ وہ گمراہ اور کافر ہو گیا ہے، کیونکہ اس نے فرض نماز چھوڑ دی ہے اور دوسرے کے بارے میں کہے گا کہ اس نے سنتوں میں سے ایک سنت چھوڑی ہے اس پر کوئی گناہ نہیں^{۱۸} اس قیاس کو یہ بڑا محقق بننے والا کیسے جائز سمجھے گا جو ابہاد کا دعویٰ کرتا ہے اور نماز تراویح میں زیادتی کو فرض نماز کی رکعتوں میں زیادتی کے ساتھ ملاتا ہے۔

اس دور کے محققوں کیا (احکام) میں اسی طرح استنباط ہوتا ہے۔

هم معزز قارئین کیلئے اس رسالہ میں وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جاہلوں کے رد میں لکھی ہے تاکہ دو آنکھوں والے کیلئے صحیح یعنی صحیح راستہ واضح ہو جائے اور عقلمند آدمی جاہل اور عالم کے کلام کے درمیان تمیز کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے صحیح فرمایا ہے کہ

وَمَا يُسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَلَا الظَّلَمَاتُ وَلَا النُّورُ

ترجمہ: اندھا اور آنکھ وala برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ کی جلد دوم صفحہ ۳۰۱ میں کہتے ہیں کہ کوئی تعداد معین نہیں کی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصل قیام رمضان کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں کیں۔ لیکن آپ رکعتوں کو طویل کرتے تھے، پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے، پھر تین وتر پڑھاتے تھے، اس مقدار کے مطابق قراۃ کو چھوٹا کر لیتے، جتنی رکعتیں زیادہ کیں، کیونکہ یہ چیز مامورین (مؤمنین) کیلئے ایک لمبی رکعت (پڑھنے) سے زیادہ آسان ہے یعنی لمبی لمبی رکعتیں پڑھنے سے چھوٹی رکعتیں زیادہ پڑھ لینا آسان ہے۔

پھر سلف صالحین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو چالیس رکعت تراویح ادا کرتے اور تین وتر پڑھتے، اور دوسرا گروہ چھتیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر ادا کرتا اور یہ سب کچھ جائز ہے جس طرح بھی رمضان میں قیام کریں یہ تمام طریقے اچھے ہیں۔

پھر ابن تیمیہ نے کہا، بہتر یہ ہے کہ نمازوں کے حالات کے اختلاف کے مطابق رکعتیں مختلف ہوں، پس اگر ان میں دس رکعتیں لمبے قیام کیسا تھا ادا کرنے اور اسکے بعد تین وتر پڑھنے کی طاقت ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے تو وہ افضل اور بہتر ہے۔

اور اگر اسمیں لمبے قیام کی طاقت نہ ہو تو بیس رکعت افضل ہیں، اسی پر اکثر مسلمان عمل کرتے ہیں، پس بیشک یہی بیس اور چالیس دونوں میں سے زیادہ بہتر ہیں اور اگر کوئی چالیس یا اس سے کم و بیش قیام کرے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی چیز مکروہ نہیں اس پر کمی ائمہ نے روایات بیان کی ہیں، مثلاً امام احمد بن حنبل وغیرہ۔

اور جو شخص گمان کرتا ہے کہ قیام رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تعداد معین ہے کہ نہ اس سے زیادہ کی جا سکتی ہیں اور نہ کم تو اس نے غلطی کی۔^۲

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر رحم فرمائے وہ علم میں ایک بلند حیثیت رکھتے تھے، عقل اور بحث میں علم کی حیثیت رکھتے تھے اور انکا کلام جو ہم نے نقل کیا ہے ان کے فتاویٰ سے ہے

وہ ایسے نام نہاد دعویدار علماء کا رد کرتے ہیں جو کند ذہنی اور بد فہمی کے سبب علمائے کرام پر فخر کرتے ہیں۔ کاش! وہ ہمارے اس زمانے تک زندہ رہتے تاکہ اس دور کے مجہدوں، محققوں اور جدت پسند مجہدوں کو دیکھ لیتے جو سونے کو ایسندھن اور کنکریوں کے ترازو سے تولتے ہیں، شاذ اور منکر اقوال پر فتوے دیتے ہیں، اور ان سے سادہ لوح عوام کی عقاووں (جذبات) کو بھڑکاتے ہیں اور ان میں سلف صالحین کو گمراہ کہنے اور ائمۃ مجہدوں کو غلط ثابت کرتے ہیں جو ہدایت اور دین کے مینار ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے انہوں نے کہا ہے کہ ما جادلت عالما لا و غلبته وما جادلنی جامل الا و غلبني
ترجمہ: جب میں نے کسی عالم سے بحث کی تو اس پر میں ہی غالب آیا اور جب مجھ سے کوئی جاہل جھگڑا تو وہ ہی مجھ پر غالب آیا

بعض لوگ تو اتنے بے حیا ہو گئے ہیں کہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں گیا رہ رکعت سے زیادہ پڑھنا بدعت اور گمراہی ہے اگرچہ یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا، لیکن ہم کیا کہیں اللہ تعالیٰ جہالت اور کند ذہنی کو ہلاک کرے جس نے یہ کہا چکا ہے۔

اذا ما الجهل خیم فی بلادِ
رأیت اسودها مسخت قروداً

ترجمہ شعر: جب جہالت کسی علاقہ میں خسروگالیتی ہے تو اس علاقہ کے سرداروں کو دیکھے گا کہ بندروں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

میں نے لپنے کان سے سنا ہے کہ ائمۃ مجہدوں کے بارے کہتے ہیں کہ وہ

گرہی کے امام ہیں انہوں نے دین کو نکڑے کر دیا اور امت کو گمراہ کر دیا اور (دلیل میں) وہ آیت پیش کرتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی، پس اسکو ائمۂ اعلام پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکی مذمت اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ان الدُّنْيَا فِرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعَالِسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ
ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی فرقے ہو گئے ان میں سے تم کو کچھ نہیں.

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی اور ائمۂ مجہدین کے حق میں نازل نہیں ہوئی، جس طرح یہ بے وقوف جاہل خیال کرتے ہیں.

اور گویا کہ انہوں نے فقیہ مجہد کے متعلق نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سنایا نہیں۔
اذا اجتهد فاصاب فله اجران واذا اجتهد فاختطاء فله اجر واحد
ترجمہ: جب وہ ابہاد کرتا ہے اور حق بات پالیتا ہے تو اس کیلئے دو اجر ہیں اور جب ابہاد کرتا ہے اور غلطی ہو جاتی ہے تو پھر بھی ایک اجر ہے.

گویا کہ جو کچھ شیع الاسلام ابن تیمیہ نے: رفع الملام عن ائمۃ الاعلام " میں لکھا ہے انہوں نے پڑھا ہی نہیں ہے اور ہم ذرتے ہیں کہ ہم ایسے زمانے میں پہنچ جائیں جس میں کمینے جاہل، علم اور فتویٰ کی کرسی پر برآ جمان ہوں.

اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے ہمیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف کے ذریعے ڈرایا ہے جس کو بخاری نے باب "قبض العالم" میں روایت کیا ہے۔

ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولِكُنْ يَقْبضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ
الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقُ عَالَمٌ أَتَخْذِلُ النَّاسَ رُؤْسَ جَهَالًا فَسَلَوْا فَاقْتُلُوا
بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُوا وَاضْلُوا (آخر جمه البخاري)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو چھین کر نہیں سمجھتے گا کہ اسکو بندوں سے چھین لے گا، لیکن علم کو علام، ائمۂ جانے (فوت ہو جانے) سے سمجھتے گا، بہا شک کہ ایک

عالم باقی نہ رہے گا، لوگ جہاں کو سردار بنائیں گے، ان سے سوال کیا جائیگا، پس وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، مگر اہ ہونگے اور مگر اہ کریں گے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

وَفِي الْحَدِيثِ الصَّحِيفِ أَيْضًا يَقُولُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّمَا اشْرَاطُ السَّاعَةِ أَنْ يَرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيَشْرُبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزَّنَاءُ، وَنَكْثَرَ النِّسَاءُ، وَيَقُلُ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينِ امْرَأَةً الْقِيمُ الْوَاحِدُ^۱
ترجمہ: ایک اور صحیح حدیث میں بھی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم ائمہ جائے گا، جہالت عام ہوگی، شراب پی جائے گی، زنا زیادہ ہوگا، عورتوں کی کثرت ہوگی اور مرد کم ہو جائیں گے، ہم اسک کہ پچاس عورتوں پر ایک نگران ہوگا۔

بے شک جو صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین کو مگر اہ کہتے ہیں اور امت کے سلف اور خلف کو مخفی اس وجہ سے مگر اہی کی بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز تراویح بیس رکعت پڑھی ہیں اور یہ حماقت (بیوقوفی) اور جہالت کے زیادہ قریب ہے اور (یہ نظریہ) اور بدعت اور عدم اتباع کے زیادہ لائق اور مناسب ہے۔

احمق اور بے وقوف کے سوا اور کون جرأت کریگا جو صحابہ کرام اور تابعین عظام کو بدعت کے ساتھ موصوف کریگا خبردار ای وحومکا بازی، غلط راہ اختیار کرنا، بیوقوفی اور جہالت ہے، بے شک یہی جماعت کی قوت کو توڑنا ہے اور مسلمانوں اور انکی جماعت کے طریقے سے نکلا ہے جس سے قرآن کریم نے ہمیں ڈرایا ہے، جب اس نے فرمایا

وَمَنْ يَشَاقِقُ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَعَمَّلُ غَيْرُ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نَوْلَهُ مَا تَوَلَّهُ وَنَصْلُهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا^۲

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو اللگ ہے، مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھروہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بڑی پلٹنے کی جگہ ہے۔

بے شک یہ تکبر ہے اور شہرت کے راستے میں نفاذی خواہشات کی اتباع
ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا حج فرمایا
الکبر بطر الحق وغبط الناس ۲۲

ترجمہ: تکبر حق سے دور ہونا ہے اور اسے قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاتنا ہے
اور اپنی رائے پر مغزور ہونا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو مضبوطی سے پکڑنا
سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑنا ہے
ہم بات جلد ختم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے ائمہ اجتہاد سے کہتے ہیں کہ
”بیشک جو کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا جس کا حکم فرمایا ہے وہ دین میں
بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو مضبوطی
سے تھامنا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اتباع ہے۔

۱. بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے
فاروق رکھا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے درمیان امتیاز
کیا، پس وہ فاروق (یعنی فرق کرنے والے) عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲. وہ ملکم ہیں جو اپنے نور بصیرت سے وہی بات کہتے ہیں جو حق، درست، بہتر اور
ہدایت والی ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے بارے ارشاد فرمایا ہے کہ
ان الله جعل الحق على لسان عمر و قلبہ ۲۳

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ
لقد کان فیمن قبلکم من الام محدثون، ای ملکمون فان یکن فی امتی
احد فانه عمر ۲۴

ترجمہ: تحقیق تم سے پہلی استوں میں محدثین تھے، یعنی ملکم لوگ، (جن کو خدا کی
طرف سے الہام ہوتا ہے) پس اگر کوئی ایک میری امت میں ہوگا تو وہ عمر ہونگے۔

۳ کی جگہوں پر قرآن پاک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل فرمایا گیا، پس بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے وافق ربی فی ثلاث

ترجمہ: میں نے اپنے رب کی تین جگہوں پر موافقت کی
(۱) مقام ابراہیم کے بارے، (۲) پرده میں، (۳) بدر کے قیدیوں میں
۱. میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنائیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی،
واتخذوا مکان ابراہیم مصلی (البقرۃ آیت نمبر ۱۲۵)

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو
۲. اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکی ازدواج (مطہرات)
رضی اللہ عنہ کے ہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اگر آپ انکو پرست کرنے کا حکم فرمادیں تو؟ پس پردوے کی آیت نازل ہوئی.
وادا سالتمو من متابعا فاسنلو من من وراء حجاب (الاحزاب آیت ۵۳)

ترجمہ: اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردوے کے باہر مانگو
۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج (مطہرات) آپکے پاس غیرت کے بارے جمع ہوئیں تو میں نے کہا
عسیٰ ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خيراً منکن (التحريم آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدے انکو تم سے بہتر بیسیاں دیدے

پس اسی طرح آیت نازل ہوئی

جب قرآن کریم عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا ہے تو صحابہ اُنکی بات کو کیوں نہ پکڑیں، (یعنی عمل کریں) اور اُنکی رائے پر کیسے اتفاق نہیں کریں گے۔

ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا
مانزل بالناس امرقط، فقالوا فيه وقال فيه ابن الخطاب الانزل فيه

القرآن على نحو مقال عمر ۲۴

ترجمہ: جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو لوگ اس بارے اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خلفاء راشدین، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقوں اور سنتوں کو مضبوطی سے تھامنے یعنی عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پیغمبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ
وَإِنَّهُ مِنْ يَعْشُ مِنْكُمْ فَسِيرُوا إِخْتِلَافَ أَكْثَرِهَا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنْتِنِي وَسُنْنَةِ الْخُلُفَاءِ

الراشدين المهدىين، عضواً علیها بالنواجد ۲۵

ترجمہ: اور بیشک جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا، بہت زیادہ اختلاف دیکھئے گا، پس تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، انکو بہت مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اقْتَدُوا بِالذِّينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

ترجمہ: ان کی اقتداء کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کسی کے طریقہ پر چنانا چاہیے کہ ان کے طریقہ پر چلے جو فوت ہو گئے، بیشک زندہ قتنہ سے امن میں نہیں ہوتا، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اس امت میں سب سے افضل ہیں، دلوں کے اعتبار سے سب سے نیک ہیں، علم کے لحاظ سے زیادہ گہری نظر والے ہیں، تکلف کے اعتبار سے سب سے کم ہیں یعنی کم تکلفات میں پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور دین کی تقویت کیلئے چن لیا، پس تم انکی فضیلت کو جانو، اور انکے نقش قدم پر چلو، انکے اخلاق اور انکی سیرت کو اپنی طاقت کے مطابق مضبوطی سے پکڑو، پس بے شک وہ سید ہے راستہ پر ہیں۔

میں کہتا ہوں، (مؤلف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر اس چیز کا کون زیادہ حقدار ہے کہ اس کے طریقوں کو مضبوطی سے تھاما جائے اور حضرت عمر ناروق رضی اللہ عنہ کی اتباع و فرمانبرداری کس طرح بدعت و گمراہی ہوگی، جسکو مسلموں نے قانون کی حیثیت دی ہو، جس طرح بعض جاہل علم کے دعویدار کہہ دیتے ہیں ابن اشیر نے اس حدیث کی شرح میں جسکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

نعمت البدعہ مذہ ۲۹

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بدعت ابتداع سے ہے اور ابتداع اگر اس بات کے خلاف ہو جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے تو وہ برائی اور انکار کے زمرے میں ہے، اور اگر (وہ بات) اس عموم کے تحت واقع ہوتی ہو جسکو اللہ تعالیٰ نے بہتر جانا اور اللہ یا اسکے رسول نے اسکی طرف رغبت دلائی تو وہ تعریف کے زمرے میں آئے گی، جیسے جود و سخا کی کوئی قسم اور نیکی کا کام پس یہ پسندیدہ اعمال میں سے ہیں اور اس کی تائید حدیث کرتی ہے۔
من سن سنۃ حسنة کان له اجرها واجر من عمل بها ۳۰

ترجمہ: جس شخص نے اچھا طریقہ جاری کیا اسکے لئے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کرے گا اسکا اجر بھی ہے۔

نماز تراویح کے بارے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس کی تائید کرتا ہے

نعمت البدعہ مذہ ۳۱

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

جب یہ نیک اعمال سے ہے اور تعریف کے زمرے میں داخل ہے تمہی اس کا نام بدعت رکھا ہے، اور اسکی تعریف کی ہے اور اسکو اچھا کہا ہے اور یہ اس لئے کہ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پڑھا ہے، لیکن ترک بھی کیا ہے، اور اس پر پابندی نہیں کی اور نہ لوگوں کو اس کیلئے جمع کیا ہے، پس حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس پر پابندی اور لوگوں کو اس پر جمع کرنا اور ان لوگوں کو اسکی طرف بلانا بدعت ہے لیکن بدعت محمودہ اور ممدوحہ یعنی وہ بدعت ہے پسند کیا گیا ہے اور جسکی تعریف کی گئی ہے ۳۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے چھوڑنا صرف امت پر رحم کرنے کی وجہ سے تھا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اس پر لوگوں کو آگاہ کیا اور اس سنت کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا، پس ان کیلئے اس کا اجر اور ان لوگوں کے برابر اجر بھی ہے جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے فتح الباری (شرح بخاری) میں لکھا ہے

اور بدعت حقیقتاً وہ ہے جو سابق مثال کے بغیر لیجاد کی گئی ہو یعنی جس کی پہلے مثال موجود نہ ہو اور شریعت میں سنت کے مقابلے میں بولی جائے تو وہ مذموم ہوگی اور تحقیق یہ ہے کہ اگر وہ شریعت میں اچھے کام کے تحت ہوگی تو وہ حسنہ ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
نعمت البدعة

یہ اچھی بدعت ہے
اور اگر وہ شریعت میں بے کام کے ضمن میں آئیگی تو وہ بُری ہوگی ورنہ وہ مباح کی قسم سے ہوگی ۳۳

پھر فرمایا! اور رمضان کا قیام سنت ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اخذ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض ہو جانے کے ذر سے اسے چھوڑا تھا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پلگئے اور اس سے یعنی فرضیت کا حکم نازل ہونے کا ذر ختم ہو گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسکی فضیلت تھی تو انہوں نے لوگوں کو ایک امام کے یہچے جمع کر دیا جبکہ اختلاف امت اور فرقہ بندی ہونے کا خدشہ تھا، کیونکہ ایک امام کے یہچے جمع ہونا اکثر منازیوں کو خوش کرتا تھا۔

اس روایت میں رکعتوں کی تعداد کا ذکر نہیں آیا، جو مناز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے، اس میں اختلاف کیا گیا ہے، پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گیارہ

کعبت تھیں اور دو سو آیات پڑھتے تھے، اور لمبے قیام کی وجہ سے لوگ لانٹھیوں کے
سہارے کھڑے ہوتے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیرہ رکعت تھیں اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن خصیفہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ وہ بیس رکعت ہیں
اور یہ وتر کے علاوہ ہیں اور یزید بن رومان سے روایت ہے انہوں نے کہا
کان الناس یقومون فی زمان عمر بیلث و عشرين

ترجمہ: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھیں رکعت کا قیام کرتے تھے۔
اور عطا نے کہا میں نے انکو رمضان میں بیس رکعت اور تین رکعت وتر
پڑھتے پایا اور ان روایات کو حالات کے اختلاف کیسا تھا جمع کرنا ممکن ہے یا یہ
احتمال بھی ہے کہ یہ اختلاف قراءت کے لمبا کرنے اور مختصر کرنے کی وجہ سے ہو،
پس جہاں قراءت لمبی ہوگی رکعات کم ہونگی اور اس کے برعکس بھی یعنی جو قراءت
چھوٹی کرے گا رکعات زیادہ کرے گا ۳۵

میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب) کہ یہ محدثین اور اہل علم میں سے محققین
کے اقوال ہیں پس کس طرح کہا جائے گا کہ (آئھ پر) زیادتی بدعت منکرہ (سنیہ) ہے۔

آمُّه تراویح پڑھنے والے سلفیوں کا حدیث

سیدہ عائشہ سے استدلال اور اس کا جواب

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال
ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی
عشرة رکعۃ الذی رواه البخاری و مسلم
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے
زیادہ نہیں کرتے تھے، یہ وہ حدیث ہے جسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے
دو وجہوں سے اس حدیث میں ان کیلئے آمُّہ رکعت سے زیادہ تراویح پڑھنے کے ناجائز

ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔
پہلا جواب بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو روایت کی ہے وہی ہے جو
انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھی ہے اور یہ اس کے
خلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوبیوں میں سے وہ ایک ہیں اور آپ ہر رات
تو ان کے ہاں نہیں سوتے تھے کہ قطعی اور یقینی حکم لگایا جاسکے، انہوں نے تو
صرف اس بات کی خبر دی ہے جو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
دیکھی ہے۔

غور کرو! یہی ام المؤمنین (سیدہ عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا) ہیں جو گواہی دیتی ہیں
کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا،
جس طرح صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت عروہ سے وہ
(حضرت) سیدہ عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نفل نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا
اور میں اسے ضرور پڑھتی ہوں، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال کو
چھوڑ دیتے تھے، حالانکہ آپ اسے پسند فرماتے تھے، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس
عمل کو لوگ بھی کریں گے تو ان پر فرض ہو جائے گا، اسکو مسلم نے روایت کیا

اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں سے آپکی نماز چاشت پر ہمیشگی اور اسکی رغبت دلانا بھی ثابت ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ترک نہ کرنے کی وصیت فرمائی، جس طرح صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، انہوں نے کہا

اوصلانی حبیبی بثلاث لدن ادعهن ماعشت، بصیام ثلاثة ایام من كل شهر وصلوة الفضحی وبان لا انام حتى او تر ۳۶

ترجمہ: میرے جسیب نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ جبکہ زندہ رہوں ایکو ہرگز نہ چھوڑوں، ہر مہینے میں تین دنوں کے روزے رکھنے، چاشت کی نماز اور یہ کہ میں وتر پڑھنے کے بغیر نہ سوؤں

اور صحیح مسلم میں عبدالرحمان بن ابی یلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

ما اخبرنی احدانه رانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصیام الفضحی الام هانی، فانها حدثت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بيتحا يوم فتح مکة فصلی ثمانی رکعات، مارأیته قط صلی صلاۃ اخف منها غيرانہ کان يتم الرکوع والسجود ۳۷

ترجمہ: مجھے (حضرت) ام ہانی رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا، پس انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت پڑھیں، میں نے آپکو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اتنی ہلکی نماز پڑھی ہو، جب کہ آپ رکوع بجود مکمل کرتے تھے

کیا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز چاشت کا انکار صرف اس وجہ سے کر سکتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے آپکو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ پس اسی طرح یہاں انکے اس قول میں ہے

ما كان صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیر لا علی احدی عشرة رکعة الخ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (آفریق) پس بیشک وہ ہمارے سامنے وہ کچھ بیان کر رہی

ہیں جو انہوں نے اپنے گھر میں دیکھا اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ کے ہاں اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے، جس طرح یہ حضرت ابن عباس اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اور انکے علاوہ (دیگر صحابہ) کی حدیث ثابت ہے، یہاں تک کہ امام احمد نے "زیادات علی المسند" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ست عشرۃ رکعۃ سوی المكتوبة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض مناز کے علاوہ رات کی نماز سولہ رکعت پڑھتے تھے

دوسرہ جواب دوسرا امر یہ ہے کہ جو (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحیحین میں روایت کیا ہے وہ اس کے مخالف ہے، جو مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۸ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلاٹ عشرۃ رکعۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔
بے شک اس صحیح روایت میں گیارہ رکعت سے زائد کا بیان ہے اور اسی طرح وہ روایت جو امام مسلم نے بھی حضرت زید بن خالد جنی سے بیان کی ہے وہ اس کے مخالف ہے، انہوں نے کہا

لارمقدن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ، فصلی رکعتین خفیفتین، ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین، ثم صلی رکعتین و معا دون اللتين قبلهما ثم صلی رکعتین و معا دون اللتين قبلهما فذکر الحدیث الی ان قال! ثم او ترفذلك ثلاٹ عشرۃ رکعۃ

۲۹ ترجمہ: تحقیق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کو بہت در تک دیکھا رہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دور رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھیں پھر آپ نے دو لمبی لمبی رکھیں غرضیکہ بہت ہی لمبی پڑھیں، پھر دور رکھیں پڑھیں اور یہ دونوں پہلی دو سے کم تھیں، پھر دور رکھیں پڑھیں اور یہ دونوں رکھتیں پہلی دو رکھتوں سے کم تھیں، انہوں نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا پھر انہوں نے وتر پڑھے پس یہ تیرہ رکعت ہو گئیں۔ (مسلم شریف)

اس لئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"علماء نے کہا ہے کہ ان حدیثوں میں حضرت ابن عباس، حضرت زید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہر ایک کی خبر (حقیقت کے مطابق) ہے جو انہوں نے دیکھا، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس میں کوئی (مقرر) حد نہیں ہے جس میں نہ کمی کی جائے اور نہ زیادتی کی جائے، بے شک رات کی نماز طاعات (نوافل) میں سے ہے کہ جتنا اس میں اضافہ کرے گا اجر و ثواب زیادہ ہوگا، اختلاف صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل میں ہے اور اس میں جو انہوں نے لپنے لئے پسند فرمایا، حافظ ابن عراقی نے "طرح التشریب" میں کہا ہے

"علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ قیام اللیل کیلئے کوئی حد مقرر نہیں ہے لیکن جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے، اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ قیام اللیل کی تعداد (رکعات) مذکورہ مقرر نہ ہونے کی گواہی وہ روایت دیتی ہے جس کو ابن حبان نے حضرت ابو حیرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اوقرو اربعین، او بسبع او بتسع، او باحدی عشرۃ رکعۃ او باکثر من ذالک ترجمہ: وتر پانچ رکعت یا سات یا نو یا گیارہ رکعت یا اس سے زیادہ پڑھو یہ وہ حدیث ہے جس کو حافظ عراقی نے صحیح کہا ہے جس طرح "nil الا وطار" اور "تحفۃ الذاکرین" میں ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ کی پہلی جلد میں کہا

"ثابت ہو گیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے۔"

پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ سنت ہیں کیونکہ مہاجرین اور انصار (صحابہ) کے درمیان یہ قائم رہیں اور کسی انکار کرنے والے نے اسکا انکار نہیں کیا اور (علماء کے) دوسرے گروہ نے اتنا لیں رکعتیں مستحب بمحیں، (اس کی) بنیاد قدیم اہل مدینہ کے عمل پر ہے، ایک گروہ نے تیرہ رکعت بتائی ہیں۔

اس میں وہ سرگردان ہیں جو خلفائے راشدین کی سنت اور مسلمانوں کے عمل سے ثابت ہے اور درست یہ ہے کہ یہ سب حسن (اچھا) ہے جس طرح اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نص بیان کی ہے، اور انہوں نے قیام رمضان میں کوئی تعداد مقرر نہیں کی، اس وقت (قیام رمضان) کی رکعتوں کی قلت اور کثرت قیام کے لبما اور چھوٹا ہونے کے موافق ہے، یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو لمبا قیام فرماتے تھے ہبھاتک کہ آپ کے بارے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ ایک رکعت میں سورۃ بقرہ، آل عمران اور سورۃ نساء پڑھتے تھے، پس طویل قیام آپکو رکعات کی کثرت سے بے نیاز کر دیتا تھا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کو نماز پڑھاتے تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا کے زمانے میں ایک جماعت ہوتے تھے۔ حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے، کیونکہ زیادہ قیام لوگوں پر مشکل تھا۔ پس رکعتوں کا بڑھانا طویل قیام کے عوض میں تھا، اور بعض سلف صالحین چالیس رکعت پڑھتے تھے۔ ۲۹

پس یہ وہ اقوال ہیں جو ہم نے ائمۂ اعلام سے ذکر کئے ہیں ان اقوال سے صاحب فہم و بصیرت حضرات کے سامنے ان لوگوں کا بطلان (غلط ہونا) ظاہر ہو گیا جن کا زعم یہ ہے کہ جس نے گیارہ رکعت سے زیادہ رکھتیں ادا کیں وہ گمراہ اور بدعتی ہے اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے ظہر کی پانچ رکعت پڑھیں۔
اللہ کریم ہمیں جہالت اور پریشانی سے محفوظ رکھے، آمين

نوجوانوں کو میری نصیحت

نماز تراویح کی مفصل وضاحت اور بیان کے بعد میں اپنے مسلمان بھائیوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں ان میں سے خصوصی طور پر نوجوانوں کو کہتا ہوں

ا۔ مناسب ہے کہ حق ہمیشہ پیش نظر ہو، اور مقصد اللہ کی رضا ہو، شخواہشات کی استیاع اور نام و نہود کی شہرت اور اگر دین کے اعتبار سے دیکھیں تو یقیناً ظاہر کی محبت ظاہر کو تباہ کر دیتی ہے۔

۲ یہ کہ ہم قوم گو اخلاف سے بچائیں اور اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی پوری پوری کوشش کریں، پس اللہ کریم نے ہمیں فرقہ بازی سے بچنے کی ہدایت کی ہے اور ہمیں وحدت و اتفاق کی دعوت دی ہے
واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا
ترجمہ: اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

اور ہمیں اختلافات اور فرقہ بازی کے خطرے سے آگاہ کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولا تكونوا كالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءكم هم البینت واولنک لهم عذاب عظیم

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے، اور اخلاف کرنے لگے تھے، اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشایاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب بہت بڑا ہے (آل عمران آیت نمبر 105)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

واطیعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتقشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان الله مع الصبرین

ترجمہ: اور خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآل وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا، اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

تذہب ریحکم کا معنی ہے کہ تمہاری قوت، طاقت اور بہادری چلی جائے گی۔ ۳ تم پر لازم ہے کہ تم جماعت کی صفوں میں ملو اور جماعت کے ساتھ ہو جاؤ اور الگ راہ اختیار کرنے کو ترک کر دو اور مسلمانوں کی جماعت سے انحراف چھوڑ دو پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

ومن یشا فقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتسع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصلہ جہنم وسادت مصیراً (النساء آیت نمبر 115)

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اسکے بعد کہ روشن ہو گئی، اس کیلئے ہدایت کی راہ اور جپے اس پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم

پھرنے دینگے اسے جدھروہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بڑی پلٹنے کی جگہ ہے۔

اور جماعت سے خارج ہونا ہلاکت ہے، ہوتا ہی ہے کہ بکریوں کے ریوڑ سے جدا ہونے والی بکری کو بھریا کھا جاتا ہے۔

عليکم بالجماعة فان يidalله مع الجماعة، ومن شذ شذ في النار
ترجمہ: تم پر جماعت لازم ہے، پس بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدا ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

جیسا کہ نبی نختار صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح خبر منقول ہے کہ ۳۰ قیل و قال اور زیادہ جھگڑے کو چھوڑ دو کیونکہ دینی معاملات میں جھگڑا اور ریاکاری امت کیلئے ہلاکت کا سبب ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ماضل قوم بعد مدی کانوا علیه الا او توا الجدل
ترجمہ: ہدایت کے بعد قوم صرف اس لئے ہی گمراہ ہو گئی کہ وہ جھگڑے میں پڑ گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد تکاوت فرمایا ۳۲

ماضر بولا لک الا جدلا بل هم قوم خصمون (الزخرف آیت ۵۸)

ترجمہ: انہوں نے تم سے پہ نہ کہی مگر ناقہ جھگڑے کو، بلکہ وہ جھگڑا لوگ ہیں

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

انما ملک من کان قبلکم باختلافہم فی الكتاب ۳۳

ترجمہ: تم سے چہلے لوگ صرف کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے
۵. دعوة الی اللہ (اللہ کی طرف دعوت) میں حکمت کے طریقہ پر چلو، اور تم پر لپٹے تمام معاملات میں نرقی لازمی ہے۔

فان الرفق لا يكون فی شیء الا زانه ولا نیز من شیء الا شانہ ۳۴

ترجمہ: پس یقناً نرمی جس چیز میں بھی ہو گی اسے مزن کر دے گی اور جس چیز سے نکال دی جائیگی اسے خراب کر دے گی۔

جس طرح سید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "زندگی میں تمہارا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا" دلوں کو محبت اور صفائی پر جمع کرنا ہونا چاہیے اور دینی امور

میں گہرائی اور تشدید سے بچو"

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
ملک المتنطعون ملک المتنطعون

ترجمہ: گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہو گئے گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہو گئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کو تین مرتبہ بیان فرمایا۔

اور نبوت کی ہدایت کی پیروی کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے
کسی کو کسی کام کیلئے بھیجتے تو انکو فرماتے
بشر وَاوَلًا تُنْفِرُوا وَيُسْرُوا وَلَا تُعْسِرُوا

ترجمہ: خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ اور آسانی کرو تنگی نہ کرو یعنی دین کو آسان
کر کے پیش کرو مشکل انداز میں پیش نہ کرو

اور وہ سنو جو جسیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام
کو معلم اور مرشد ہونے کی حیثیت میں ارشاد فرمایا۔

انکم فی زمان من ترک فيه عشر ما امر به ملک، ثم یاتی زمان من عمل
فیه بعشر ما امر به نجاحا (رواۃ الترمذی فی باب الغتن)

ترجمہ: یقیناً تم الیے زمانے میں ہو جو شخص ان امور میں جن کا حکم دیا گیا ہے اس
کے دسویں حصے پر (عمل کرنا) چھوڑ دے گا تو ہلاک ہو جائے گا، پھر ایسا زمانہ آئے گا
جو مامور بہ (حکم کئے گئے) کاموں میں دسویں حصہ پر عمل کرے گا تو نجات پا جائیگا۔
اس حدیث کو ترمذی نے باب الغتن میں روایت کیا

۶ علمائے عالمین ائمۂ مجتہدین کے اقوال کو معبوطی سے تھامے رکھو پس وہ دینی
امور میں خاص مقام رکھنے والے ہیں اور ان اہل ہوا کی اتباع سے بچو یعنی ان
نفسانی خواہشات کے پجاریوں کو چھوڑو جو علم میں بلندی کے دعویدار ہیں جو
تمہیں ائمۂ اعلام کے آراء کو چھوڑ دینے کی دعوت دیتے ہیں اس جھت اور دلیل کے
ساتھ کہ مذاہب کی اتباع مگر ابھی ہے تاکہ تم ان کے الیے خیالات کو اپنالو جن میں
انہوں نے سلف خلف اور جمہور علماء کے خلاف کیا ہے، اور انکا مقصد صرف
ظاہریت کی محبت ہے جو ظاہریت کو بھی تباہ کر دیتی ہے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں
اہل علم اور (دینی امور میں) خاص مقام رکھنے والے لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا

حکم فرمایا ہے۔
فَسْلُوا أَهْلَ الْذِكْرَ إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الأنبياء آیت ۸)

ترجمہ: تو اے لوگو! تم علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

اور فرمایا کہ
وَلَوْرَدُوا إِلَى الرَّسُولِ وَالَّتِي أَوْلَى الْأَمْرَ مِنْهُمْ لِعِلْمِهِ الظَّلِيلِ يَسْتَبِطُونَهُ
مِنْهُمْ (النساء آیت ۸۳)
ترجمہ: اور اگر لوٹا دیتے اے رسول (کریم) کی طرف اور با اقتدار لوگوں کی طرف
اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے
ہیں۔

پس ائمہ مجتہدین ہدایت کے چراغ اور نور اور روشنی کی مشعلیں ہیں اللہ
کی قسم میں نہیں جانتا کہ جب امام دارالاجرات امام مالک، عالم مکہ امام شافعی، امام
اہل سنت امام احمد اور امام ابو حنیفہ جنکے علم نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے اور
امام ابن تیمیہ بالاتفاق شیخ الاسلام تھے۔ جب یہ ائمہ اعلام سلف صالحین نہیں ہیں
اور وہ شریعت اور دین میں ہمارے مقتمدا نہیں ہیں تو پھر ہم کس کی اعتماد کریں؟
کیا ہم ان لوگوں کی اعتماد کریں جو مخالفت اور علیحدگی کے خواہش مند ہیں جبکہ
فقہائے کرام عورتوں کیلئے سونا پہنچنے کے جواز پر جمع ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں یہ
حرام ہے جائز نہیں ہے پس سونے کے کڑے پہنچنے کی حرمت پر نصوص دارد ہوئی
ہیں۔

جب فقہائے کرام قرآن مجید کے چھوٹے کیلئے طہارت کے واجب ہونے پر جمع ہیں
تو انہوں نے کہا کہ بے وضو پر طہارت واجب نہیں ہے اور انہوں نے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بھلا دیا۔
وَلَا يَمْسُسُ الْقُرْآنَ الْأَطَاهِرُ

ترجمہ: اور یہ کہ قرآن کو نہ چھوٹے مگر پاک آدمی
جب فقہائے عظام نے کہا کہ جنی کیلئے قرآن کریم کا پڑھنا جائز نہیں ہے تو وہ کہتے
ہیں کہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات (حالات) میں اللہ کا
ذکر کرتے تھے، جس طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی۔
تلاؤت قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے درمیان بہت بڑے فرق میں انہوں نے

(سلفی علماء نے) جہالت اختیار کی، انکے فاسد فہم کے مطابق تو جنی جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔
فاسعوا الی ذکر اللہ

ترجمہ: تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو

تمام مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد خطبے کا سنتا اور نماز کا ادا کرنا ہے، جب علمائے کرام ملاقات کیلئے آنے والے کے واسطے کھدا ہونے کے جواز پر مسقیق ہیں تو وہ کہتے ہیں قیام حرام ہے، کیونکہ قیام (کھدا ہونا) نماز کے اركان میں سے ایک رکن ہے، پس جو کسی شخص کیلئے کھدا ہوا گویا اس نے ایک شخص کی عبادت کی، انکی ذہنیت پر افسوس، اسی قیام کے مطابق مناسب ہے کہ ہم قراۃ (قرآن پڑھنا) اور قعوۃ (التحیات کی صورت میں پیٹھنا) کو حرام قرار دیدیں کیونکہ وہ دونوں نماز کے اركان میں سے ہیں۔

عش رجباتری عجبا

ترجمہ: زیادہ دریزندہ رہ، تو مجیب و غریب چیزیں دیکھے گا۔

اے نوجوانو! ہم چلہتے ہیں کہ تم حکم لگانے میں جلد بازی سے کام نہ لو اور تم علم اور فقة لپنے ان اصحاب (صاحب علم لوگوں) سے حاصل کرو، جو اپنے علم اور دین میں مضبوط ہیں۔

امام زہری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ یہ علم دین ہے پس دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ ۴۵

اے نوجوانو! علم کے جھوٹے دعویداروں سے پھو، جو شہرت اور غلبہ کو پسند کرتے ہیں، اگرچہ علماء کی عرت کو محروم کرنے اور سلف صالحین میں ائمۃ اعلام پر طعن کے ذریعے ہو۔

اور یقیناً میں ڈرتا ہو کہ ہم اس زمانہ میں آئنچے ہیں کہ جس میں جاہل لوگ بڑے بنے ہوئے ہیں، جن کے بارے میں (محمد) صطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں خبری دی ہے کہ جس کو بخاری نے روایت کیا ہے کہ

أَنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَضُ الْعِلْمَ إِنْ تَرَأَّسَ عَلَيْهِ مِنْ أَنْتَزَعَهُ مِنْ صَدُورِ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جَحَالًا، فَسَلَّوْا فَاقْتَوْا

بغیر علم فضلوا واصلوا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں سمجھیں گے کہ اس کو بندوں کے سینوں سے نکال دیں گے بلکہ علم کو علما، کے انحصاریتے کیسا تھے سمیت دینگے۔ یہاں تک کہ کوئی عالم نہیں رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنایں گے، پس ان سے سوال کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دینگے، گمراہ ہونگے اور گمراہ کریں گے۔ ہم آخری نصیحت لپٹنے ان بھائیوں کیلئے پیش کر رہے ہیں جو جہالت سے سلفی 'بن رہے ہیں، ہم انہیں کہتے ہیں کہ

۱. جزوی امور میں خنوں کو بھڑکانا، ابھارنا اور مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنا کیا سلف صالحین کا طریقہ ہے؟

۲. کیا امت کو گمراہ کرنا سلف صالحین اور علمائے امت کو جاہل کہنا انکو سنت کی مخالفت اور بدعت اختیار کرنے کے طعنے دینا سلف صالحین کا عمل ہے؟ ہو کیا جمہور اہل اسلام سے الگ رائے قائم کرنا اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہونا اور اس دور کے بعض شیوخ کے اقوال سے چمٹنے رہنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو

تمہارا مقصد اخلاق، سچائی اور سلف صالحین کے طریقہ پر مضبوطی سے عمل ہونا چاہیے، شہرت، نفسانی خواہشات کی اتباع اور ظاہریت کی محبت نہیں ہونی چاہیے۔

ان عجیب و غریب غیر مانوس اور خلاف قیاس آراء کو چھوڑو اور اپنی جدوجہد دین سے پھرنا والے کیمونشوں اور عیماست کی دعوت دینے والوں کے مقابلہ میں وقف کرو۔

اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، جس گروہ بندی، اختلاف اور نقصان میں ہم بیکا ہیں۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ مسلمان اور اسلام کی دعوت دینے والے طاقتور، سرکش، دشمن اور بخاوت، کیمونزم، آزاد خیالی اور بے دینی کا مقابلہ کریں۔ ہم ایسے دور میں ہیں جس میں فتنے موجیں مار رہے ہیں یہ ایسا دور ہے جس میں

ایمان اور کفر کے درمیان جنگ ہے، یہ وقت سنت اور بدعت کی لڑائی کا نہیں
(یعنی یہ وہ وقت نہیں جس میں سنت اور بدعت میں جھگڑا کیا جائے) لوگوں کو
چھوڑ دو، آئھ رکعت تراویح پڑھیں یا بیس رکعت۔

ان کو چھوڑ دو وہ اکیلے اکیلے اللہ کی تسبیح کریں یا جماعت کی صورت میں
تسویج کریں، اگر۔ اگر تم پچھے مخلص ہو اور سلف صالحین کے طریقہ کی اتباع کا ارادہ
رکھتے ہو تو ان لوگوں کو ہبہ و لعب اور رقص و سرود کی مجلسوں کی بجائے ذکر کے
حلقوں میں جمع ہونے دو

لوگوں کی عبادت میں خلل اندازی نہ کرو، احکام دین پر خود مطلع نہ ہونے
کی وجہ سے مسلمان علماء اور سلف صالحین پر دین میں بدعت جاری کرنے کی
تہمت نہ لگاؤ، یا اس وجہ سے کہ تم ان دلائل سے ناواقف ہو جس پر علماء اور ائمہ
مجتهدین رضوان اللہ علیہم نے اعتماد کیا ہے۔

اگر ایک آدمی کلی طور پر نماز تراویح سے رک جاتا ہے تو اس کا جرم اور گناہ اس
شخص کے گناہ سے ہلکا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت کو جدا کر دیتا ہے، اور
دشمنی و فساد پھیلاتا ہے، پس یقیناً نماز تراویح سنت ہے اور مسلمانوں کی صفوں
میں اتحاد اور کلہ پر اجتماع فرض ہے۔

واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا

ترجمہ: اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور جدا جانا نہ ہونا
تم کس طرح ایک سنت کی وجہ سے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہے ہو؟
ہم اس ذات سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں خطأ اور لغوش سے محفوظ فرمائے اور ہمیں
حق، ہدایت اور سلف صالحین کے طریقہ کے التزام پر لائے، اور ہمیں دین میں سمجھ
عطافرمائے تاکہ ہمارے احکام دلیل اور بصیرت پر مبنی ہوں.
لیقیناً وہ ہترین ہدایت دینے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

بحث کا خاتمہ

جو کچھ آج کل مسلمان مشرق و مغرب میں بیس رکعت نماز تراویح کے بارے کر رہے ہیں وہی حق ہے جس پر نصوص کردہ دلالت کرتی ہیں۔ یہی راستہ ہے جس پر سلف صالحین طلبے ہیں اور انہیہ اعلام کا اس پر اجماع ہے اور ملت اسلامیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک متفق ہے، نماز تراویح بیس رکعت نبوت کی راہنمائی کے مطابق ہے اور سنت نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اتباع میں ہے۔

فعلیکم بسننی و سنته الغلفاء الراشدین المهدیین

ترجمہ: تم پر مرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازمی ہے بلکہ یہ عمل مستشروعوں کو جمع کرتا ہے اور مسلمانوں کو ایک ہو جانے کی دعوت رہتا ہے، خصوصاً اس پر قدیم اور جدید دور کے انہیہ اعلام کا اجماع ہے، اللہ تعالیٰ پنے خاص بندے، پنے رسول اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپکی آل اور آپکے تمام اصحاب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

کتبہ

خادم الکتاب والسنۃ

محمد علی الصابوونی

کتاب المکرمہ

غرة شهر رمضان

۱۴۰۳ھ

حوالہ

- (۱) الترغیب والترحیب میں یہاں فیض الرحمۃ بھی ہے یعنی رحمت نازل فرماتے ہیں
- (۲) دیکھو "الفقہ الواضح علی المذاہب الاربعہ" ازڈاکٹ محمد بکر اسماعیل صفحہ ۲۵ / ۳
- (۳) صحیح مسلم ۱ / ۵۲
- (۴) حدیث فی اسنادہ مسلم بن خالد المخزوی و حوض ضعف کا قال ابو داؤد قال الحافظ فی النحو والمعنى
- (۵) ان عمر رضی اللہ عنہ حوالہ جمع انسان علی ابی ابن کعب الفتح ۲۱۸ / ۲
- (۶) بخاری شریف
- (۷) المغین لابن قدامة
- (۸) روایہ البخاری ۳ / ۲۲۰ فی الصلة الترویج - دیکھو جامع الوصول ۱۱۸ / ۶
- (۹) شرح المذبب ۳ / ۵۲
- (۱۰) السنن الکبری للحافظ النسقی فی باب مادوی فی عدد رکعات القیام فی شحر رمضان ۲۹۶ / ۲
- (۱۱) مؤطا امام مالک میں اس کے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی سند مرسل قوی ہے
- (۱۲) المغین ۲ / ۱۶ لابن قدامة الحنفی و ذکراته روایہ ابو داؤد روایہ البخاری فی صحیحه
- (۱۳) یعنی دو تا ایک سلام کیسا تھا پڑھتے تھے
- (۱۴) یہ نماز تراویح کی بات ہے اسے مسجد میں پڑھنا ہبہر ہے لیکن اس کے ساتھ فرض بھی مسجد میں ادا کرناسہ چھوڑ دیں
- (۱۵) شرح الصغیر علی اقرب السالک ج ۱ / ۵۵۲
- (۱۶) روایہ اصحاب السنن
- (۱۷) اگر کوئی فرض نماز کا انکار کرے تو ہو جاتا ہے (متزم)
- (۱۸) یعنی کبیرہ گناہ نہیں ہے (متزم)
- (۱۹) یہ روایت تہجد کے بارے میں ہے، دیکھو بخاری باب قیام اللیل
- (۲۰) فتاویٰ شیعۃ الاسلام ابن تیمیہ ۲ / ۳۰۱ اور دیکھو جو فقیہ محدث شیعۃ اسماعیل النصاری نے اپنے مضبوط رسالے "تصحیح حدیث صلاۃ التراویح عشرين رکعہ" میں لکھا ہے، پس اس میں بیمار کی شفاء ہے، یہ موصوف حکومت سعودیہ کے دارالاافتاء کے رکن ہیں
- (۲۱) اخرجه البخاری عن حدیث انس بن مالک و انظر جواہر البخاری
- (۲۲) سورۃ النساء آیۃ (۱۵۵)
- (۲۳) اس حدیث کا حصہ ہے امام بخاری نے بیان کیا ہے

(۲۳) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ مناقب میں اور فرمایا ہے کہ حدیث صحیح حسن ہے دیکھیے جامع الوصول ۶۰۸ / ۸

(۲۴) بخاری ، ۳۰ باب مناقب عمر - ابن اشیر نے جامع الوصول میں کہا ہے "محدثون" حدیث میں اسکی تفسیر کی ہے کہ وہ ہم ہیں اور ہم وہ ہے جو کسی چیز کے بارے قلن اور فرات سے خبر دے

(۲۵) یہ بات پرده کا حکم نازل ہونے سے بھلے کی ہے

(۲۶) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ اس کی اسناد حسن ہے اور دیکھیے جامع الوصول

(۲۷) اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بیان کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۲۸) بخاری شریف

(۲۹) جامع الوصول ۱ / ۲۸۰

(۳۰) بخاری شریف

(۳۱) جامع الادصول فی احادیث الرسول ، لا بن الاشیر ۱ / ۲۸۱

(۳۲) فتح الباری لا بن ججر عقلانی علی شرح البخاری ۲ / ۲۵۳

(۳۳) اس سے بخاری کی وہ رولت مراد ہے جو عبد الرحمن بن عبد القاری سے مردی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان السبارک کی ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ لوگ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں انکو ایک قاری کے ہاں جمع کر دو، تو پھر آپ نے تمام لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا یہ حدیث بھلے گذر چکی ہے (متزجم)

(۳۴) فتح الباری ۲ / ۲۵۲ ، ۳۵۲

(۳۵) اخرچ مسلم ۱ / ۳۹۹

(۳۶) صحیح مسلم ۱ / ۳۹۸

(۳۷) صحیح مسلم ۱ / ۵۳۱

(۳۸) اخرچ مسلم ۱ / ۵۳۲

(۳۹) رسالہ الرتوانع عشرون رکعتہ از علامہ شیخ اسماعیل الصاری

(۴۰) دیکھیں فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۱ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱

(۴۱) ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۳۲۵۰ ابن ماجہ باب اجتناب البدع و احمد فی السنہ ۵ / ۲۵۲ اور فرمایا کہ اسکی سنہ صحیح ہے

(۴۲) اخرچ مسلم فی العلم

(۴۳) مسلم شریف - ابو داؤد شریف باب فضل الرفق

(۴۴) امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں یہ قول امام محمد بن سیرین کی طرف مسوب کیا ہے (متزجم)

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	
بخاری شریف	امام ابو عبد الله محمد بن اسماعیل الحنفی رحمه اللہ
مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمه اللہ
نسانی شریف	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمه اللہ
ابو داؤد شریف	امام ابو داؤد سلیمان اشحث رحمه اللہ علیہ
ترمذی شریف	امام ابو عیینی محمد بن عیینی ترمذی رحمه اللہ علیہ
مؤطا	امام مالک رحمه اللہ علیہ
مسند	امام احمد بن حنبل رحمه اللہ علیہ
السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بهقی رحمه اللہ
جامع الاصول	امام ابو السعادات المبارک محمد ابن الاشیر جزیری رحمه اللہ
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
الترغیب والترحیب	ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری
جامع بیان العلم وفضلہ	امام محدث ابو عمر يوسف بن عبد البر رحمه اللہ
نیل الاوطار	قاضی محمد بن علی شوکانی رحمه اللہ
تحفۃ الذاکرین	قاضی محمد بن علی شوکانی رحمه اللہ
المغنى	امام ابن قدامة حنبلی رحمه اللہ
شرح المحتذب	امام ابو زکریا مسکنی بن شرف شافعی نووی رحمه اللہ
المجموع	امام ابو زکریا مسکنی بن شرف شافعی نووی رحمه اللہ
بدایۃ الجہد	امام ابن رشد مالکی رحمه اللہ
اقرب المسالک علی	الشیخ الددریر مالکی رحمه اللہ
مذهب الامام مالک	

الشرح الصغير على اقرب
المسالك

طرح التشریب
فتاویٰ

رفع الملام عن الائمة
الاعلام

لسان العرب علامه ابن منظور

مجموعۃ الفتاوی النجدیہ

صلاة التراویح عشرون ایش اسماعیل الانصاری سعودی

رکعت الفقة الواضح على المذاہب ذاکر محمد بکر اسماعیل

الاربع

تصحیح حدیث صلاة الغقییۃ المحدث ایش اسماعیل
الانصاری رکن دار الفتاوی سعودی عرب التراویح عشرين رکعت

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا بے مثال مذکورہ

حضراتُ الْمُتَّصِّل

○ کتاب مذکور کے مصنف خواجہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ اسپے حضرت امام زبانی کی نسبت میں سترہ سال و کر تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ابتنے زمانہ کے ممتاز علماء اور مصنفین میں آپ کا شمار برآتے ہے۔

○ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے خلفاء اربعہ (حضرت سدیق، فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم) سے لے کر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد انجام اور آپ کے خلفاء تک سدر عالیہ نقشبندیہ کے تمام اولیائے کرام کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے قلمبند فرمائے ہیں۔

○ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات پر آج تک جو کتابیں مکھی گئی ہیں ان میں اس کتاب بڑی جائز اور مستند ہونے کی وجہ سے سب سے بلند درجہ رکھتی ہے اس لیے اس کا ترجمہ آسان اردو میں کرایا گیا ہے تاکہ بہر اور دخوال اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکے۔

○ اولیائے نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، کرامات اور ارشادات سے رضائی نیز حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مرغور کیجئے۔

مکتبہ لعما نیہ - اقبال روڈ سیالکوٹ

حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال

گردن نہ جعلی جس کی جہا یگر کے آگے : اسی کے لفڑیں گرم سے ہے گرمی احرار
 مکے کے مشہر و معروف رائٹر اور سالاری نقد شنبدیہ مہنگر پر کے پیش و چراغ پروفیسر
 دکتر محمد مسعود احمد صاحب (ایم۔ اے۔ پی۔ اپ۔ ڈی) کا ایک تحقیقی مقالہ ہے، پروفیسر
 صاحب نے امام ربانی مجدد الف ثانی کے شیخ احمد سرنہد کے اور فکر پاکستانے دکتر فضل
 محمد اقبال (رحم) کے مختصر حالاتے درج کرنے کے بعد تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ علامہ
 اقبال کے شیخ مجدد کے علم و روحانیت سے بہت متاثر ہوئے اور کئی بار سرنہد شریف کے
 دے، شیخ مجدد اور شاہ شریق سے تعلق رکھنے والے حفتہ اکاپلے فرمادیں
 اسکام طالعہ کرنا چاہیئے، مزار مجدد اور مزار اقبال کا تو ٹوپیہ شامل کتاب ہے، سائز
 ۱۸۵x۲۳، صفحات ۱۰۰، سرفق نگینے اور قببوط، طباعت آفسٹ، کافذ سفیر،
 : قیمت مرغے ۵/۶ روپیے :

آدابِ رسول

معشنفر فاضل جدیل مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی قادری چشتی
 سربرد دفعہ صد اشعر علیہ وسلم کے فضائل، تعظیم و توقیر اور آداب کا مفصل بیان،
 قرآن آیات، احادیث بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، محاباہ کرام کے عمل اور بزرگانِ دین کے احوال،
 احوال سے پیش کئے گئے ہیں، علاوہ ازین بزرگانِ دین کے آداب، قرآن مجید کے آداب تہلیل
 کے آداب، شعائر اللہ کے آداب، شانِ نبوت میں، گتاخی کے نتائج بڑے شرح و بسط تے
 بیان کئے گئے ہیں، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشرت و محبت لکھنے والوں کیلئے لا جواب تھے
 ہے۔ سائز ۱۸۵x۲۳ طباعت آفسٹ کافذ سفیر، صفحات ۱۳۳

، قیمت ۵/۸ روپیے

مکتبہ نجانی یہ اقبال سرود، سیالکوٹ

مَوْلَى جَبَرِيلُ رَبِّنَيْنِ مَوْلَى عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ كَمِشْنُوِيِّ سُتْرِ لِفِينَ بَعْدَ مُونْجَبِ حَكَالَاتِ لَمَابِدُو

بہارِ مشنوی

تاالیف

قطُبِ وَ قَنْ حَضْرَتُ عَلَامَهُ مُحَمَّدُ حَمْدُ الدُّورِيِّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

- مؤلف علیہ الرحمۃ کی بہترین اور لاجواب کا دش -
- علماء، خطباء، طلباء اور مذہبی ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے بیشتر حفظ -
- حکایات اور تکشیلات کی زبان میں معرفت و حقیقت کے نادر و نایاب مسائل کا حل -
- سالکوں اور صوفیوں کے یہ تعلیم و تصوف اور مقاماتِ سلوک طے کرنے کا طریقہ -
- رادیٰ ضلالت میں بھٹکنے والوں کے یہ نیکی اور بدی کے راستے کی وضاحت -
- معاشرہ کے زخم رسیدہ ناسُورِ دل کی نشانہ ہی اور ان کا علاج -
- امتنوں کے اسبابِ زوال کی توضیح اور کامرانی و شاد کامی کا راستہ -
- شایقین علم و خرد کے یہ خیر و شر میں فرق کرنے کی میزان -
- اسلام کا در در رکھنے والوں اور اصلاحی و تعمیری ذہن کے بالک احباب کے لیے اس کتاب کا سرطان بہت ضروری اور فائدہ بخش ہے۔

جلد اولیٰ اور مصبوط — ڈائیٹل زیگن — قیمت - ۲۰ روپے
ملنے کا پتہ مکتبہ معہمانیہ اقبال روڈ نیا کوٹ، پاکستان

